سرکاری رپورٹ

چھٹا بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی
کی کارروائی

منعقدہ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۹۴ء، بمطابق ۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۲
۲۔	وقفہ سوالات	۳
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۱۱
۴۔	تحریک استحقاق نمبر ۱ منجانب چنگیز خان مری (مسترد کردی گئی)	۱۸
	بجٹ پر عام بحث	
۱۔	نوابزادہ اکبر بگٹی	۲۵
۲۔	سترام سنگھ	۲۶
۳۔	ڈاکٹر کلیم اللہ	۲۸
۴۔	مولانا عبدالواسع	۲۸
۵۔	محمد اکرم بلوچ	۴۶
۶۔	میر عبدالنبی خان جمالی	۵۱

جلد

شمارہ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۱۔ جناب اسپیکر	------	عبدالوحید بلوچ
۲۔ جناب ڈپٹی اسپیکر	------	مسٹر ارجن داس بگٹی

افسران صوبائی اسمبلی

۱۔ سیکریٹری اسمبلی	------	مسٹر اختر حسین خاں
۲۔ جوائنٹ سیکریٹری	------	محمد افضل

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۲۶ جون ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ ہجری

(بروز یکشنبہ)

زیر صدارت جناب ارجن داس بگٹی۔ ڈپٹی اسپیکر

بوقت تین بجے (سہ پہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓمٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً
لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ.

ترجمہ :- یہ اسی کتاب یعنی قرآن کی آیتیں ہیں جس میں حکمت و دانش کی باتیں ہیں۔ نیکو کار جو نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آیتیں بموجب ہدایت اور رحمت ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

وقفہ سوالات

جناب ڈپٹی اسپیکر :- وقفہ سوالات۔ سوال نمبر ۸۴ محمد صادق عمرانی صاحب کا ہے۔ دریافت فرمائیں۔

X ۸۴ **میر محمد صادق عمرانی :-** (سید شیر جان بلوچ نے دریافت کیا)

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پی ایچ ای نے کپوتو کلان تحصیل و ضلع قلات کے لئے ایک واٹر سپلائی لگانے کی منظوری دی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ واٹر سپلائی پر کل کس قدر رقم خرچ ہوئی ہے اور کام کہاں تک پہنچا ہے۔ نیز اگر مذکورہ واٹر سپلائی اسکیم پر کام مکمل ہوا ہے تو اسکو نہ چلانے کی وجوہات کیا ہیں؟ تفصیل دی جائے۔

مسٹر عبدالنبی جمالی (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) :-

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ بی ڈی اے نے کپوتو کلان تحصیل و ضلع قلات کے لئے واٹر سپلائی اسکیم لگانے کی منظوری دی ہے۔

(ب) مذکورہ واٹر سپلائی اسکیم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے سال ۹۲-۱۹۹۱ء میں ٹیوب ویل لگا کر شروع کی۔ جس کو ہائیڈرو جیولاجیکل واپڈا نے نو سو (۹۰۰) فٹ کی گہرائی پر کامیاب کیا۔ ازاں بعد سالانہ ترقیاتی پروگرام پر مبلغ =/۷۵،۰۰،۰۰۰ روپے کی لاگت سے اس اسکیم پر کام شروع ہوا جو کہ تقریباً پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ صرف پانی کے اخراج کی مشینری لگانا باقی ہے۔ جب کہ مشینری سائٹ پر پہنچ چکی ہے اور اس کی تنصیف کا کام جاری ہے امید ہے کہ موجودہ سال کے اختتام میں مکمل کرنے کے بعد لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- کوئی ضمنی سوال؟

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! وزیر موصوف سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو سوال کیا گیا ہے وہ پی ایچ ای کے تو کے بارے میں کیا گیا ہے جب کہ جواب میں وزیر صاحب نے بی ڈی اے کا پڑھا ہے آیا یہ کوئی مس پرنٹ ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- یہ پہلے بی ڈی اے کے پاس تھا ۹۲ - ۱۹۹۳ کے بعد میں ہمارے پاس آیا۔ اسے ہمارے محکمہ نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ انشاء اللہ یہ تین چار دن میں مکمل ہو جائے گا۔

سردار محمد اختر مینگل :- کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس پر کتنا خرچ ہو چکا ہے اس اسکیم پر؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- سائیں۔ خرچ دیا گیا ہے پچھتر لاکھ۔ یہ خرچ ہو چکا ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :- کیا پچھتر لاکھ ٹوٹل خرچ ہو چکا ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- جی یہ خرچ ہو چکا ہے اور یہ اسکیم تقریباً" کمپلیٹ ہو چکی ہے یہ لاگت آچکی ہے اس پر۔

X ۱۸۹ **ڈاکٹر سردار محمد حسین :-** کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے واٹر سپلائی اسکیموں کو اپنی مدد آپ کے تحت چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ فیصلہ سے واٹر سپلائی اسکیموں کو چلانے میں دشواری نہیں ہوگی۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- یہ درست ہے۔ حکومت بلوچستان کی منظور

شدہ یونیفارم پالیسی برائے منصوبہ جات آبنوشی و صحت و صفائی زیر اہتمام محکمہ صحت عامہ آبنوشی۔ ریفرنس Dated 28 April 1993 Rephe (1) 9/90

P and D کے تحت جولائی ۱۹۹۳ء سے اپنے تمام رواں اور زیر تعمیر اسکیموں مرحلہ وار مقامی سطح پر مقامی لوگوں کو منتقل کی جا رہی ہیں جو کہ اپنی مدد آپ کے تحت لوگ ان اسکیموں کو چلانے اور دیکھ بھال کی ذمہ داریاں سنبھال رہے ہیں۔ اس سلسلے میں محکمہ نے اپنے ڈھانچے میں تبدیلی لانے کے لئے مشاورت کے لئے ماہرین کی خدمات حاصل ہوئی ہیں اور ان کے وضع کردہ طریقہ کار پر عمل در آمد کے لئے محکمہ نے سوشل آرگنائزر کے لئے (کیمونٹی ریلیشن یونٹ) کے شعبے کو شامل کرلیا ہے اور ان سوشل آرگنائزر کی مدد سے اور ماہرین کے وضع کردہ طریقہ کار کو عملی طور پر بلوچستان کے چھ اضلاع میں عمل در آمد شروع کیا ہوا ہے۔ ان کارکنان کا کام اسکیموں پر جاکر مقامی لوگوں کو حکومت کی موجودہ پالیسی پر شعور دینا قائل کرنا اور اپنے علاقوں و بستی کے مسائل بابت آبنوشی کو مقامی سطح پر حل کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔ اس سلسلے میں کوئٹہ، پشین، لورالائی، مستونگ، قلات، رخضدار کی پچاس اسکیموں پر پچھلے چھ ماہ سے کام ہو رہا ہے جس کے نتائج جون ۱۹۹۴ء سے ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں جیسا کہ

۱۔ مسلم اتحاد کالونی کوئٹہ بارہ جون ۱۹۹۴ء کو مقامی تنظیم کے حوالے کی جاچکی ہے۔

۲۔ مدنی محلہ کوئٹہ چودہ جون ۱۹۹۴ء کو مقامی تنظیم کے حوالے کی جاچکی ہے۔

۳۔ کلی خیراللہ کوئٹہ سولہ جون ۱۹۹۴ء کو مقامی تنظیم کے حوالے کی جارہی ہیں۔

اس کے علاوہ درج ذیل اسکیمیں ماہ جون میں مقامی تنظیموں کے حوالے کی جارہی ہیں۔

۴۔ ہزارہ ٹاؤن کوئٹہ

۵۔ صادق آباد کوئٹہ

۶۔ اتحاد کالونی کوئٹہ

۷۔ پوٹی ناصران پشین

۸- سنگرا میرجان پشین

۹- عجیب زئی شکرزئی پشین

۱۰- ٹڈنی لورالائی

۱۱- چن لورالائی

۱۲- نخل لورالائی

۱۳- دوداز ئی قلات

۱۴- ڈنسر خضدار

۱۵- کوراس خضدار

۱۶- ڈمنال خضدار

مندرجہ بالا نکات کی روشنی میں کیمونٹی ریلیشن یونٹ نے پانچ سو دیہی آب نوشی کی اسکیموں کو مرحلہ وار مقامی تنظیموں کے حوالے (چلانے اور دیکھ بھال کی ذمہ دری) کی جارہی ہیں۔ اس سلسلے میں مکمل ایکشن پلان تیار کیا جاچکا ہے۔ کیمونٹی ریلیشن یونٹ کو فعال بنانے کے لئے سولہ سوشل آرگنائزر محکمے کے ضلعی منتظم اسکیمیں۔ ای این کے ساتھ منسلک کئے جارہے ہیں۔ تاکہ محکمہ کے فیلڈ اسٹاف کے تعاون سے اسکیموں کو مقامی سطح پر منتقل کیا جاسکے۔

اس طریقہ کار پر عمل در آمد کرنے سے چلانے کو بائیس کروڑ روپے سالانہ (اسکیموں کو چلانے کے لئے) کی بچت ہوگی جو کہ نئی اسکیموں کو بنانے پر خرچ کی جائے گی۔ تاکہ موجودہ آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ کے حدف کو حاصل کیا جاسکے۔ اس وقت محکمہ چالیس فیصد دیہی آبادی کو پینے کا صاف پانی مہیا کررہا ہے اور اس پانچ سالہ منصوبے میں پچھتر فیصد آبادی کو فراہمی آب کو یقینی بنانا ہے۔ مزید سوشل ایکشن پروگرام عالمی بینک کی سفارشات کو مدنظر رکھ کر اور حکومت کو یونیفارم پالیسی پر عملدرآمد کرکے حکومت کے طے شدہ طریقہ کار جس میں اسکیموں پر مقامی شمولیت اور شراکت بنیادی شرط رکھی گئی ہے۔ اس پروگرام کی عمل در آمد کا

محکمہ کو موقع فراہم کیا گیا ہے اور جس کے نتائج حوصلہ افزاء آنے شروع ہو گئے ہیں۔

(ب) شروع میں کچھ مشکلات پیش آ رہی تھیں لیکن محکمہ نے یونیفارم پالیسی پر عمل درآمد کرنے کے لئے باہمی مشاورت سے جو طریقہ کار بنایا ہے وہ اتنا فعال اور آسان ہے جس سے مقامی سطح کے لوگوں کے اندر اپنی مدد آپ کا جذبہ ابھر رہا ہے اور اپنے منصوبوں کو چلانے اور دیکھ بھال کے قابل ہو رہے ہیں۔

مقامی شراکت کے طریقہ کار کو روشناس اور اس پر عمل کرنے کے لئے محکمہ نے شعور بیدار (Awareness Compaign) کرنے کے لئے ایک بڑا پروگرام تشکیل دیا ہے۔ جس کی تشہیر بذریعہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اخبارات، رسائل کے ذریعے اس مالی سال کے دوران اس پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ جس سے لوگوں کی اندر اسکیموں کو چلانے، دیکھ بھال اور نئی اسکیمیں حاصل کرنے کا سہل طریقے بتائے جا رہے ہیں اور امید کی جا رہی ہے کہ اس تشہیری پروگرام کے ذریعے حکومت کو اپنے طے شدہ حدف کو حاصل کرنے میں بیش بہا مدد ملے گی۔

مقامی شراکت کے طریقہ کار کی تفصیل

۱۔ **تشہیری ابلاغ پروگرام** :- جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے بلوچستان کے دور دراز دیہی علاقوں میں لوگوں تک یہ پیغام پہنچایا جا رہا ہے کہ اسکیموں کو حاصل کرنے اور چلانے کے لئے اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا ہو اور مقامی سطح پر لوگوں کے اندر شعور اور سوچ میں ایک تبدیلی آئے۔

۲۔ **گفتگو۔ رابطہ** :- دیہی علاقوں میں اسکیموں کو اپنی مدد آپ کے تحت لوگوں کی سوچ میں تبدیلی لانے کے لئے سوشل آرگنائزر اسکیموں پر دورہ کر رہے ہیں اور جہاں لوگ دلچسپی ظاہر کرتے ہیں وہاں رابطہ کیا جاتا ہے۔ لوگوں کو حکومت کی پالیسی بتائی جاتی ہے۔

یہ ایک ست اور آہستہ طریقہ کار ہوتا ہے جس میں دو یا تین ماہ درکار ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کو اپنی ذمہ داری، حکومت کی ذمہ داری اور منصوبہ کو سمجھنے کے لئے درکار ہوتے ہیں۔

۳۔ **تشکیل دیہی تنظیم برائے آب نوشی :۔** گفتگو اور رابطہ کے مرحلے کے بعد سوشل آرگنائزر اسکیموں پر اجتماعی اجلاس اور انفرادی رابطے کرتے ہوئے دیہی تنظیم کی تشکیل سازی میں مقامی لوگوں کی مدد کرتے ہیں جس میں یہ شرط رکھی جاتی ہے کہ ستر فیصد لوگوں کی شراکت کو یقینی بنایا جائے اور کثرت رائے سے تنظیم کو حتمی شکل دی جاتی ہے بعد میں یہ تنظیم سوشل آرگنائزر کی مدد سے محکمہ کے ذیلی آفس میں رجسٹریشن ہوتی ہیں اور محکمہ کی مدد سے ہی کمیٹی اپنے بینک کا کھاتہ کھلواتے ہیں بینک کے کھاتے کو کھلوانے سے اپنے تنظیم سوشل آرگنائزر اور سب انجینئر کی مدد سے اسکیم پر اٹھنے والے خرچے کا تخمینہ لگایا جاتا ہے اور اس تخمینہ کو اسکیم سے استفادہ حاصل کرنے والی آبادی کے گھروں پر تقسیم کرکے برابر کا ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے اور ایک ماہ کی فیس جمع ہونے کے بعد بینک اکاؤنٹ کھلوایا جاتا ہے کھاتے کو تنظیم کو چیئرمین اور خزانچی کے اجتماعی دستخطوں سے چلایا جاتا ہے۔

۴۔ **معاہدہ :۔** محکمہ کے منظور شدہ Agreement فارم پر شرائط طے شدہ ہیں۔ تشکیل شدہ تنظیم اسکیم کو چلانی اور دیکھ بھال کی ذمہ داری خود سنبھالیں گے۔ مزید اسکیم کو چلانے کے لئے تنظیم ضرورت کے مطابق ایک یا دو اہلکار (آپریٹر اور چوکیدار) تعینات کرتی ہے جو کہ کمیٹی کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں اور ان کی تنخواہ بھی لوگوں سے جمع شدہ واٹر فیس سے کمیٹی ادا کرتی ہے۔ اس معاہدے پر دستخط گاؤں کی طرف سے دیہی تنظیم آب نوشی کرتی ہے اور محکمہ کی طرف سے ضلعی منتظم دستخط کرتے ہیں۔ مزید ڈپٹی کمشنر اس معاہدہ کی تصدیق کرتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت دونوں فریقوں کی کسی غلط فہمی یا ناراضگی کو دور کرنے کے لئے بحیثیت منصب فیصلہ دے سکیں۔

۵۔ **آزمائشی دورانیہ (تین ماہ)**

COMMISSIONING PHASE

مندرجہ بالا مراحل سے گزرنے کے بعد عملی کام کا دورانیہ شروع ہوتا ہے۔ اس دوران

محکمہ تین ماہ کے بجلی' ڈیزل کے اخراجات ادا کرتا ہے اور یہی تنظیم اپنے آپریٹر اور چوکیدار کی تنخواہ ادا کرتے ہیں۔ دیہی تنظیم ہر ماہ حکومت کی منظور شدہ ماہانہ فیس گھر گھر سے باقاعدگی سے جمع کرتی ہے جو بینک میں رکھی جاتی ہے اور اپنا ریکارڈ مکمل کرتی رہتی ہے۔ جس کے لئے کمیٹی کو سوشل آرگنائزر اور سب انجینئر کا مکمل طور پر تعاون حاصل ہوتا ہے۔

تین ماہ کے دورانیہ کے دوران اسکیم کو فنی لحاظ سے بہترین بنایا جاتا ہے جو کہ محکمہ کی ذمہ داری ہے اور یہی تنظیم کو سوشل آرگنائزر انتظامی امور میں تربیت دیتا ہے۔ ریکارڈ مکمل کرواتا ہے اور آپریٹر کو بنیادی ٹیکنیکل ٹریننگ دی جاتی ہے اور آپریٹر کو باقاعدہ ٹول کیٹ (Toolskit) فراہم کی جاتی ہے۔ آزمائشی دورانیہ کا باقاعدہ اسٹام پیپر پر ایک معاہدہ دستخط ہوتا ہے جس میں آزمائشی دورانیہ طے کیا جاتا ہے اور دونوں فریق حکومت اور کمیٹی دستخط کرتے ہیں۔

٦۔ اسکیم کی منتقلی HNAD OVER

تین ماہ کا آزمائشی دورانیہ ختم ہونے پر اسکیم باضابطہ طور پر دیہی تنظیم آب نوشی کے حوالے کی جاتی ہے۔ کیونکہ آزمائشی دورانیہ کے دوران اسکیم کو فنی لحاظ سے بہتر کیا جاتا ہے اور کمیٹی کو تربیت دی جاتی ہے۔

ان مرحلوں کے مکمل ہونے کے بعد دیہی تنظیم اسکیم کو اپنی تحویل میں لینے کی مکمل طور پر قابل ہو چکی ہوتی ہے۔ لوگوں کا اعتماد حاصل کر چکی ہوتی ہے اور ان کے پاس اسکیم کو چلانے کے لئے معقول فنڈ جمع ہو چکے ہوتے ہیں اور اس سے اچھی بات جو کہ اس تنظیم کے عملی مظاہرے سے لوگوں کو پینے کا صاف پانی ان کی ضروریات کے مطابق دستیاب ہونا شروع ہو چکا ہے۔ کمیٹی کی کامیابی لوگوں کو مطمئن کرنے میں فعال ہو چکی ہوتی ہے اور تنظیم آہستہ آہستہ اپنے قدموں پر' اپنے اعتماد پر اور اپنے عمل سے حکومت پر انحصار کم کرنا شروع کر دیتی ہے۔ ذاتی مدد کے فلسفے کو فروغ ملتا ہے۔ مندرجہ بالا مرحلہ وار کمیونٹی پارٹی سپیشن (مقامی شراکت) کے طریقہ کار پر عمل در آمد کرنے سے آنے والے وقتوں کے لئے اچھے نتائج حاصل

ہوں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- اگلا سوال ۱۸۹ ڈاکٹر سردار حسین صاحب کا ہے۔

میر عبدالنبی خان جمالی :- یہاں ٹوٹل دیا گیا ہے اگر آپ مزید تفصیل چاہتے ہیں تو میرے پاس آجائیں۔ آپ پورا جواب پڑھیں تو انشاء اللہ آپ کو مکمل معلوم ہو جائے گا۔ بہرحال ہم نے اس میں کوئی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ تاہم مزید اگر کوئی ضمنی سوال ہو تو معزز اراکین کر سکتے ہیں۔

جناب ظہور حسین خان کھوسہ :- جناب اسپیکر۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ .... (مداخلت)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- سر آپ کو پتہ نہیں ہے ورلڈ بینک کے ساتھ گورنمنٹ آف پاکستان کی ایک Treaty ہوئی ہے اس کی شرائط کے تحت انہوں نے کہا ہے کہ ہم پیسے اس شرط پر دیں گے کہ تیس پرسنٹ آپ پیسہ لگائیں اور ستر پرسنٹ پیسہ ہم دیں گے۔ لہٰذا گورنمنٹ آف بلوچستان تیس پرسنٹ دے رہی ہے اور گورنمنٹ آف بلوچستان نے بھی فیڈرل گورنمنٹ کے کہنے پر یہ معاہدہ کیا ہے۔ جب یہ مکمل ہو جائے گا ورلڈ بینک کا اصل مقصد یہ ہے اور ایشین بینک جو ایڈ Aid دے رہے ہیں اس لئے کہ لوگ خود اس کو چلائیں یہاں جو تفصیل دی گئی ہے کمیٹی والوں نے ٹریننگ کر کے ہمیں حوالے کریں آگے وہ خود چلائیں گے جناب والا۔ یہ میرا معاہدہ نہیں ہے۔ یہ گورنمنٹ آف بلوچستان کا معاہدہ ہے ورلڈ بینک کے ساتھ۔

میر ظہور خان کھوسہ :- کیا ممکن ہے کہ یہ کامیاب ہو جائے گا۔ پہلے تو کامیاب نہیں ہوا۔ کیونکہ بابا ؤ نے واٹر سپلائی اسکیم بنا کر ہی اس کے بعد پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے

حوالے کی۔ جب ان کے حوالے کردیا گیا تو وہ مکمل نہیں کرسکے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- بالکل آپ نے صحیح فرمایا اگر آپ تفصیل میں جائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ یہ اسکیمیں ایسی ہی کامیاب ہوئی ہیں۔ اگر آپ تفصیل سے پڑھیں میرے بھائی' میرے بزرگ تو ہم بڑی کوشش کررہے ہیں کہ ان کو حوالے کریں واقعی لوگوں کو دقت کا سامنا ہے یہاں غریب لوگ ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ نے معاہدہ کیا ہے۔ ہم اس کو وائیلیٹ Violate نہیں کرسکتے ہیں۔ لہٰذا ہم کوشش کررہے ہیں کہ اس کو کامیاب بنائیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ :- جناب اسپیکر صاحب۔ میرے پاس ایک تراشہ ہے یہ ایک ایڈورٹائزمنٹ ہے ایک پمپ ڈرائیور اور ایک قلی کے لئے ژوب میں اور هیکل زئی کے لئے اشتہار دیا گیا ہے ایک طرف تو آپ نے بلندی لگائی ہے اور دوسری طرف آپ لوگوں کو لگا رہے ہیں اس بارے میں وزیر صاحب کیا فرمائیں گے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- جی آپ میرے بزرگ ہیں۔ آپ کو پتہ ہے ایک تو اس سوال کا تعلق ہم سے نہیں ہے۔ اگرچہ اس کا تعلق ہمارے ساتھ نہیں ہے اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ جو واٹر سپلائی اسکیم کمپلیٹ Complete ہوئی ہے اور وہ ہینڈ اوور Hand over نہیں ہوئی وہاں ایک ایک دو دو آدمی گورنمنٹ کے خرچ پر دے رہی ہے۔ اگر آپ صحیح طریقے پر مجھ سے آکر تفصیل پوچھیں تو میں اس کی وضاحت کردوں گا اور ہم آپ کو مطمئن کردیں گے تاہم جہاں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کام کمپلیٹ Complete ہے ہم لگا رہے ہیں کیونکہ وہاں دیکھنا ہے کہ لوگ واٹر سپلائی اسکیم کو نقصان تو نہیں پہنچا رہے ہیں۔ کیونکہ اس طرح کوئی کھڑکی لے جاتے ہیں تو اس نقصان سے بچانے کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں لیکن ہم ورلڈ بینک کو یہ نہیں بتا رہے۔ تیس اور چالیس لاکھ کی جو اسکیم ہم نے کمپلیٹ Complete کی ہے اس کی حفاظت کے لئے ہم پوری کوشش کرتے ہیں۔ ہم کوشش کررہے

ہیں کہ یہاں ایک آدمی تعینات کریں جو اس کی مکمل دیکھ بھال کرے۔ کیونکہ ان اسکیموں کی دیکھ بھال ضروری ہے۔

میر ظہور خان کھوسہ :- کیا آئندہ بھی اگر ایک آدھ اسکیم مکمل ہوں گی آپ اس کے لئے آدمی رکھیں گے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- ایگزیکٹلی۔ ایگزیکٹلی۔ Exactly - Exactly - جی آپ مطمئن رہیں اگر جو واٹر اسکیم مکمل ہوگی ہم وہاں آدمی رکھیں گے۔ آپ مطمئن رہیں ان کی دیکھ بھال کے لئے آدمی رکھیں گے۔

میر ظہور خان کھوسہ :- تھینک یو۔ دو آدمی ہیں ایک نہیں دو دو ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- جی دو آدمی۔

X ۱۹۰ محمد عطاء اللہ :- کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لہڑ (پندران) واٹر سپلائی اسکیم کا تخمینہ لاگت ایک کروڑ روپے سے زائد ہے۔ جس پر پروجیکٹ فنڈ سے ۱۵ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اسکیم کو ختم کردیا گیا ہے۔ جس سے حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان ہوا ہے اور اس علاقے کو عوام میں انتہائی بے چینی اور مایوسی پھیل گئی ہے اور احساس محرومی پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ علاقے کے لوگوں کو ۲۵ میل دور کے فاصلے سے پانی لانا پڑتا ہے جو کہ ایک انتہائی مشکل کام ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس اسکیم کو ختم کرنے کی وجوہات کیا ہیں تفصیل دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- یہ درست ہے۔

یہ درست نہیں۔

جواب جزو(الف) و(ب) میں دیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال نمبر۱۹۰ مولانا عبدالباری صاحب دریافت فرمائیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- جناب مولانا عبدالباری صاحب کی دو اسکیمیں بھی مکمل ہوئی ہیں۔ یہ چھوٹا سا جواب ہے تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر صاحب ہم آپ کے مشکور ہیں انہوں نے کہا کہ میری اسکیم بھی منظور ہوئی ہے ابھی وزیر صاحب نے فرمایا۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ :- جی۔ کیوں نہیں۔ کیا آپ ہمارے بزرگ نہیں؟ کیا آپ ہمارے باعزت ایم پی اے نہیں؟ یہ اسکیم ایک کروڑ نہیں بلکہ چوراسی لاکھ کی ہے۔ اس میں پندرہ لاکھ روپے پانی خریدنے کے لئے دیئے گئے تھے۔ جب وہاں کے ڈی سی لہڑی صاحب تھے انہوں نے لوگوں کو پانی خرید کر دیا تھا۔ اس کے بعد فنانس سے ہم نے پانچ لاکھ روپے لئے اور ایک تالاب بنوا دیا تالاب کے بنتے ہی وہاں کے لوگوں کے مابین قبائلی جھگڑا شروع ہو گیا۔ یہ تھوڑا بہت چل رہا ہے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اسکیم مکمل ہو جائے اور پایہ تکمیل تک ہم اسے پہنچائیں۔ اس کے ساتھ ہی میں مولوی صاحب سے گزارش کروں گا ہم ان کی خدمت میں جائیں گے اور وہاں کے لوگوں سے مل کر اس مسئلہ کو حل کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ ہم فنانس سے پیسہ مانگیں گے اور اس مسئلہ کو طے کریں گے اور ایک نئی انفارمیشن یہ ہے کہ وہاں سردار زہری کا ایک ٹیوب ویل لگایا گیا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے وہاں سے پچیس میل کا فاصلہ ہے۔ دور سے پانی لانا ہوتا ہے۔ تاہم جو نزدیک پانی ہے ہم وہاں ٹیوب ویل لگا کر اس طرف بھی پانی دیں گے۔ میں مولانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا ہم دونوں وہاں جا کر موقع دیکھیں گے۔ پندرہ لاکھ واٹر پر یعنی پندرہ لاکھ کا پانی اور پانچ لاکھ واٹر ٹینک پر خرچ ہوئے۔

مولانا عطاء اللہ :- بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں منسٹر صاحب کے اطمینان دلانے سے تو خوش ہوں لیکن جہاں تک وہ فرما رہے ہیں کہ ٹینک بنا ہوا ہے۔ وہاں ٹینک کا وجود ہی نہیں ہے اور دوسری بات یہ درست ہے کہ پہلے کچھ وہاں پر جھگڑے تھے جن لوگوں کی وہاں پر زمین ہے وہ اب بالکل مطمئن ہیں اور منسٹر صاحب نے جو وعدہ کیا ہے انشاء اللہ وہ میرے چلیں ہم جا کر ان لوگوں سے ملیں گے۔ اس پر کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے۔ کام تو شروع کیا جائے۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) :- جناب والا! انشاء اللہ اسے دیکھیں گے۔ اسے ضرور کمپلیٹ Complete کریں گے۔ یہ لوگوں کا حق ہے۔ پانی صاف مہیا کرنا ہماری ڈیوٹی ہے اور یہ آپ لوگوں کا حق ہے۔ آپ کے حکم کی بجا آوری ضرور کریں گے اور چلیں گے انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال نمبر ۱۷۶ میر ظہور حسین خان کھوسہ۔

X ۱۷۶ میر ظہور خان کھوسہ :- کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ڈیرہ اللہ یار ضلع جعفر آباد میں واقع دیہات یعنی کزانی' بھانبی' حامد پور' گورانا ڑہ' بٹی' باچھکانی اور سنٹری وغیرہ کے تقریباً" ۶۰ دیہاتوں کی گرڈ اسٹیشن ٹھل جیکب آباد سے محکمہ واپڈا نے بجلی کی سپلائی تقریباً" دو ماہ سے منقطع کر دی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ دیہاتوں کی بجلی منقطع کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز مذکورہ دیہاتوں کو بجلی کی سپلائی کب تک بحال کی جائے گی۔ تفصیل دی جائے۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی و برقیات)

(الف) یہ درست ہے کہ ایس ڈی او واپڈا ٹھل نے جن دیہاتوں کا ذکر سوال میں کیا گیا

ہے کہ بجلی واپڈا کے بقایا جات کی عدم ادائیگی کی وجہ سے کاٹ دی تھی۔ یہ دیہات اگرچہ صوبہ بلوچستان میں ہیں لیکن ان کا انتظامی اختیار ایس ڈی او تھل ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ حیدر آباد کے پاس ہے۔

(ب) اب ان دیہاتوں کی بجلی بحال کردی گئی ہے۔

میر ظہور خان کھوسہ :- جناب والا! وہاں کے دیہات کی بجلی بحال کرادی ہے۔ یہ پچاس ساٹھ گاؤں تھے۔ لیکن اتنی سخت گرمی میں تین ماہ ہر سال اس سخت گرمی میں بجلی بند کی جاتی ہے اور بلاوجہ۔ یہاں پر ذکر ہے بل کا حالانکہ بل بھی وہاں کے لوگ دیتے ہیں۔ کوئی چکی نہیں ہے۔ کوئی ٹیوب ویل نہیں ہے۔ آئندہ کوئی ایسا بندوبست ہو کہ ان کی بجلی بند نہ ہو یا پھر اس کا بندوبست یہ ہو کہ سندھ کے بجائے اسے بلوچستان سے کنکٹ کیا جائے۔ وزیر موصوف اس بارے میں ہمیں کوئی اطمینان دلائیں گے۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- یقیناً" ہم کوشش کریں گے کہ فی الحال یہ انتظامیہ جیکب آباد کے ساتھ تعلق تھا اس سے ہم نے کانفرنس کرکے بحال کردیا ہے فی الحال آئندہ کے لئے ہم کوشش کریں گے کہ ایسی کوئی بات نہ ہو۔ جو آپ کہتے ہیں ویسا ہم کریں گے انشاء اللہ۔ فی الحال تو بجلی بحال ہوگئی ہے۔

میر ظہور خان کھوسہ :- جناب والا! اب تو بحال ہوگئی ہے لیکن یہاں بلوچستان میں آٹھ دس پولوں کی ضرورت ہے۔ اگر اسے اس کے ساتھ ملایا جائے تو سندھ سے ہمارا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- جناب والا! یہ ٹھیک ہے اس پر ہم غور کریں گے۔ انشاءاللہ ایسا ہی کریں گے جیسا آپ مانگ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال نمبر ۱۷۷ میر ظہور خان کھوسہ دریافت فرمائیں۔

X ۱۷۷ **میر ظہور خان کھوسہ :-** کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم

مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جعفر آباد میں واقع اچ کینال اور مانجھوٹی کینال کو ہر سال پندرہ مئی تک زرعی مقاصد و آب نوشی کے لئے پانی مہیا کیا جاتا ہے لیکن اس سال ۱۹۹۴ء میں ابھی تک ان کینالوں میں پانی نہیں چھوڑا گیا ہے۔ جس کے باعث علاقے کے لوگوں کو تکلیف کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کینال میں پانی تاخیر سے کھولنے کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز کیا حکومت ان کینالوں میں فوری طور پر پانی کھولنے کی تجویز پر غور کرے گی۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر آبپاشی و برقیات

(الف) اچ اور مانجھوٹی کینالوں کو فصل خریف کے دوران ہر سال یکم جون سے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح پانی کی ترسیل مقررہ وقت پر مذکورہ شاخوں میں مہیا کی جائے گی۔

(ب) جزو (الف) کے جواب سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ پانی کی ترسیل میں تاخیر نہیں ہوئی ہے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ :- جناب والا! میں وزیر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے فوراً" ہی اس پر عمل درآمد شروع کیا جیسے ہی میرا سوال ان تک پہنچا اور پانی ہماری شاخوں کینالوں میں آگیا۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس پانی کو فرسٹ مئی سے کھولا جائے کیونکہ ایک تو ٹیل Tail کو پانی دیر سے ملتا ہے۔ وہ مسئلہ حل ہوجائے گا آگے والے پانی پی جائیں گے تو بعد والے نیچے والوں کو پانی ملے گا۔ دوسرے یہ کہ لیٹ کرافٹس کو کیڑا پکڑتا ہے ہم منسٹر صاحب کو عرض کریں گے کہ وہ بندوبست کریں بجائے فرسٹ جون کے' یہ پانی ہمیں فرسٹ مئی کو ملے۔ شاہی میر اور مانجھوٹی کینلا میں اور اوچ کینال میں۔ اور پٹ فیڈر کینال میں ہمیں

اس طرح فرسٹ مئی کو ملتا ہے۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- جناب والا! مجھے خوشی ہے کہ آپ سوال سے مطمئن ہیں۔ جو آپ کی آئندہ کے لئے تجاویز ہیں وہ ہم سندھ گورنمنٹ سے ٹیک اپ کریں گے۔ ہمارے محکمہ نے جو رپوٹ دی ہے وہ تو یہ ہے کہ پانی فرسٹ جون سے چھوڑا جاتا ہے فرسٹ مئی سے نہیں۔ البتہ جیسا کہ آپ کی خواہش ہے ہم اس پر غور کریں گے۔ انشاء اللہ اگر ہوسکا تو ہم فرسٹ مئی سے یا ۱۵ مئی سے پانی چھوڑیں گے اگر یہ ممکن ہوا۔

میر ظہور حسین کھوسہ :- شکریہ جناب۔

رخصت کی درخواستیں

جناب ڈپٹی اسپیکر :- رخصت کی درخواست اگر کوئی ہو تو سیکریٹری اسمبلی پیش کریں۔

مسٹر اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) :- میر عبدالمجید بزنجو صاحب نے طبیعت کی ناسازی کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- سید شیر جان رکن اسمبلی ذاتی مصروفیات کی بناء پر ۲۲ جون سے ۲۵ جون تک اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے اس لئے انہوں نے ان تاریخوں میں اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- ملک محمد سرور خان کاکڑ صوبائی وزیر نے ذاتی مصروفیات کی بناء

پر ۲۵ جون سے ۲۷ جون تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- میر اسرار اللہ خان زہری وزیر زراعت کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- سردار ثناء اللہ خان زہری وزیر بلدیات کوئٹہ سے باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر :- تحریک استحقاق نمبر ۱۱ نوابزادہ چنگیز خان مری پیش کریں۔

نواب زادہ چنگیز خان مری (وزیر مواصلات) :- جناب اسپیکر آپ کی اجازت سے میں رول نمبر ۵۵ کے تحت استحقاق کا یہ نوٹس دیتا ہوں

تحریک یہ ہے کہ مولانا باری نے اپنی ۲۵ جون ۱۹۹۴ء کی تقریر میں یہ الزام لگایا کہ محکمہ بی اینڈ آر میں کوئی کام نہیں ہو رہا سارے فنڈز وزیر اور افسر کھا جاتے ہیں تفصیل دی ہے۔

۱۔	منسٹر	۳۵ ٪ فیصد
۲۔	افسر	۲۵ ٪ فیصد
۳۔	کام پر	۲۰ ٪ فیصد

۴۔ منافع ٹھیکیدار ٪ ۱۰ فیصد

یہ سراسر غلط ہے۔ جس سے میرا اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔ تحریک استحقاق جو پیش کی گئی یہ ہے کہ

مولانا باری نے اپنی ۲۵ جون ۱۹۹۴ء کی تقریر میں یہ الزام لگایا کہ محکمہ بی اینڈ آر میں کوئی کام نہیں ہو رہا سارے فنڈز وزیر اور افسر کھا جاتے ہیں تفصیل دی ہے۔

۱۔ منسٹر ٪ ۳۵ فیصد

۲۔ آفیسر ٪ ۲۵ فیصد

۳۔ کام پر ٪ ۲۰ فیصد

۴۔ منافع ٹھیکیدار ٪ ۱۰ فیصد

یہ سراسر غلط ہے۔ جس سے میرا اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔ محرک اگر اپنی تحریک استحقاق کے حق میں بولنا چاہیں گے؟

نوابزادہ چنگیز خان مری (وزیر مواصلات و تعمیرات) :۔ جناب اسپیکر! یہ بالکل غلط الزام لگایا ہے اگر مولانا صاحب کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہو تو بالکل لاکر پیش کریں۔ بغیر ثبوت کے ایسی بات نہ کریں۔

مولانا عبدالباری :۔ جناب اسپیکر! اگر اجازت ہو۔ جہاں تک کمیشن پرسنٹیج کا تعلق ہے کل میں نے تو بی اینڈ آر کے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بات کی۔ آج تو بی اینڈ آر کے علاوہ اکثر گورنمنٹ کے جو ڈیپارٹمنٹ ہیں وہ کمیشن اور پرسنٹیج میں ملوث ہیں۔ سابق وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے خود کہا سوائے چند اور خاص لوگوں کے علاوہ کلرک سے لے کر اوپر

تک سب کا ایک کنیکشن بنا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! پچھلے سال ہمارے بی اینڈ آر ڈیپارٹمنٹ نے ہماری اسکیموں پر اکتالیس فیصد پرسنٹیج لیا تھا اور اس وقت بھی ہمارے ڈپٹی کمشنر دس دس پرسنٹیج لے رہے ہیں اور لوکل گورنمنٹ ابھی بھی سولہ پرسنٹیج لے رہی ہے۔ پانچ دن پہلے میں خود ایک اسکول کے معائنے کے لئے گیا تھا۔ وہاں کے ٹھیکیدار نے مجھے خود کہا کہ لوکل گورنمنٹ ہم سے سولہ پرسنٹیج لے رہی ہے۔ اس پر ہمارا مشاہدہ اور سوچ سے روشن مسئلہ ہے کہ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا ہے۔ جناب اسپیکر! میرا تو اس بات پر یقین ہے کہ کل میں نے بات کی تھی کہ ہمارا چودہ ارب بجٹ کا آٹھواں حصہ ترقیاتی اخراجات پر خرچ ہوگا۔ آج میں یہ بات کروں گا کہ آٹھواں حصہ میں بھی زیادہ پیسہ کمیشن اور پرسنٹیج پر خرچ ہوجائے گا۔ جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے اور اس لطیفہ کا تعلق ہے تو گویا جناب والا آپ کمیشن سے انکار نہیں کرسکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- عبدالحمید خان اچکزئی۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) :- جناب والا یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ مولانا صاحب نے یہ پرسنٹیج کا لیبل کیسے لگایا ہے اور یہ استحقاق کس سلسلے میں ہے اور وہ اس کو ثابت کیسے کریں گے۔ یہ حقیقت ہے۔ یہ حقیقت تو بالکل نہیں ہے جو آپ حقیقت بتلا رہے ہیں۔ آپ حقیقت جس چیز کو حقیقت بتلا رہے ہیں آپ اس حقیقت کو کیسے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کونسی حقیقت ہے آپ تو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ حقیقت ہے یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ آپ کا یہ کس طرح استحقاق ہے اس پر آپ کو کیسے ثابت کرنا پڑے گا یہ کس اصول کے تحت مجروح ہوا ہے۔ نہیں تو آپ نے واقعی اس ہاؤس کا استحقاق مجروح کیا ہے اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ واقعی استحقاق ہے تو یہ آپ کو ثابت کرنا پڑے گا ورنہ آپ نے تو اس ہاؤس کا واقعی استحقاق مجروح کیا ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں تو پھر تو آپ کو ضرور ثابت کرنا ہوگا کہ ان لوگوں نے یا کن لوگوں نے پرسنٹیج لیا ہے۔ یہ حقیقت آپ کس طرح

ثابت کریں گے میں تو اس کے لئے یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس کو باقاعدہ طور پر اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے وہ اس پر تحقیقات کرے اور اس شخص کے خلاف ایکشن لیا جائے اس قسم کے الزامات بی اینڈ آر پر لگائے ہیں اور انہوں نے آج دو چار اور ملکوں کے نام بھی لیا ہے کہ وہ اکثر کمیشن لیتے ہیں۔ اگر واقعی کیشنوں کی یہ پوزیشن ہے تو پھر یہ حکومت چل کیسے سکتی ہے؟ اس سلسلے میں ہمیں سنجیدہ سوچنا پڑے گا اور یہ بات مولانا صاحب کو سنجیدہ سوچنا پڑے گا اور یہ بات مولانا صاحب کیسے ثابت کریں گے؟ اور اگر وہ یہ بات ثابت نہیں کرسکتے ہیں تو آپ کے خلاف یہ ہاؤس کو ایکشن لینا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- کچکول علی صاحب

مسٹر کچکول علی (وزیر) :- جناب اسپیکر! مولانا صاحب نے جو کل الزامات لگائے ہیں کہ پرسنٹیج لئے جارہے کہ میرے خیال میں جناب والا ہمیں بحیثیت بلوچستان حقیقت پسند ہونا چاہئے۔ لیکن صرف بات مولانا صاحب نے جو اضافی کی ہے کہ منسٹر صاحبان' یہ منسٹر صاحبان پرسنٹیج لے رہے ہیں۔ کس نے پرسنٹیج لی ہے' آج وہ اس طرف بینچوں پر بیٹھے ہیں کل وہ ٹریژری بینچوں پر بیٹھے تھے۔ اس کو اپنے ایک معزز وزیر یا نمائندے پر الزام نہیں لگانا چاہئے۔ اگر وہ یہ ترقی یافتہ اور معزز سوسائٹی میں ہوتے تو تحریک استحاق تو کیا یہ معاوضہ کا بھی دعویٰ کرسکتے تھے۔ کیونکہ جو اس کی ڈیفی میشن Defamation ہوئی اس کی شخصیات پر جو اثرات ہوئے اس کو ہم لائٹ نہ لیں۔ اگر ہم امریکہ میں جائیں یا برطانیہ میں جائیں وہاں جتنے مقدمات ہیں وہ صرف موٹر سائیکل چوریوں کے نہیں ہیں یا قتل وغارت کے نہیں ہیں۔ انکی زیادہ تعداد ہرجانے کی ہے اور ڈیفی میشن Defamation کی ہوگی اور ہم آج یہ حق محفوظ رکھ سکتے ہیں کہ ہمارے منسٹر صاحب کے خلاف جو انہوں نے الزامات لگائے ہیں یہ ادارہ ایک مقدس ادارہ ہے۔ اس کے خلاف ہم ایک مجاز عدالت میں ان کے خلاف ہرجانہ کے دعویٰ کے بھی حقوق محفوظ رکھ سکتے ہیں اور ساتھ ساتھ جو ڈیپارٹمنٹ پر الزام

عائد کیے ہیں ہم ان کے ساتھ ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- کچکول صاحب آپ مختصر تقریر کریں کیونکہ یہ ابھی ایڈمٹ نہیں ہوئی ہے۔

مسٹر کچکول علی :- جناب آپ پہلے اس کو ایڈمٹ کر لیتے پھر بحث کر لیتے۔ اگر آپ رولز پڑھیں تو یہ ایڈمیزابلیٹی کو رکوائرمنٹ Requirement کو پورے کر رہے ہیں اور اس کے لئے مزید میں یہ کہتا ہوں کہ جب ۸۶ء میں بی این اے کی حکومت تھی یہ بڑی زوردار اور حکومت مضبوط تھی۔ انہوں نے یہ اسٹینڈ لیا تھا کہ جہاں تک پرسنٹیج کا معاملہ ہے جو ہم لوگوں نے لیگلائیز Lagalize کی شکل دی ہے ہم ٹریژری بینچز میں' چاہے ہم لوگ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ لیکن یہ مسئلہ بلوچستان کا ہے۔ اسمبلی کے جتنے نمائندے ہیں اور جتنے ہمارے افسران ہیں جیسا کہ مولوی صاحب نے کہا تھا اور میں نے بھی اپنی تقریر کے آغاز میں کہا تھا کہ ہم لوگوں کو ہر چیز میں حقیقت پسند ہونا چاہئے جو فیکٹس Facts ہیں حقیقت ہے اگر ہمارے خلاف ہے تو ہم ان کو دور کریں جو خلاف نہیں ہے وہ تہمت ہمیں نہیں۔ ہمارے جتنے ٹریژری بینچز کے دوست ہیں اور میں خود کہتا ہوں کہ اگر کسی اسکیم پر ایک کروڑ خرچ ہونا ہوتا ہے تو ۵۰'۴۰ ہزار افسران کی جیب میں چلا جاتا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں جو ایک چیز غلط ہے اور ہم لوگوں نے اس کو کیوں لیگلائز کیا ہے اور اس سلسلے میں ابھی تک بلوچستان گورنمنٹ نے یا پاکستان حکومت نے اس افسر شاہی کے بازو میں ایسا زور ہے یا ہم جو عوامی نمائندے ہیں نالائق ہیں۔ ہم لوگوں میں اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ ہم لوگ کس طرح اس غلط کو کنٹرول کر لیں اور یہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے آپ اس کو اسمبلی میں ثابت کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- محمد اکرم صاحب۔

میر محمد اکرم :- جناب والا! مولانا صاحب نے جو یہاں اعداد و شمار پیش کیے ہیں ۳۵

فیصد افسران، ۳۵ فیصد منسٹر، ٹھیکیدار ۱۰ فیصد اور کام ۲۰ فیصد۔ پھر تو کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ وہ ایک دیندار اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ الزام لگائے ہیں کہ ٹھیکوں میں ۳۵ فیصد پرسنٹیج لیا جارہا ہے۔ وہ شاید ایک مدرسے کے استاد ہیں وہ اپنے مدرسہ میں بیٹھ کر یہ فتویٰ صادر کرسکتے ہیں۔ یہ ایک اسمبلی ہے اور اسمبلی کا فلور ہے ایسا فتویٰ یہاں صادر نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سراسر الزام ہے۔ رکن کے خلاف اور سارے ایوان کے خلاف۔

مولانا عبدالواسع :- جناب والا! اس حقیقت سے تو وہاں بیٹھے ہوئے دوست بھی انکار نہیں کرسکتے ہیں۔ پرسنٹیج ہو رہی ہے۔ منسٹر کے خلاف تو ہمیں معلوم نہیں مگر پرسنٹیج ضرور ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- ڈاکٹر عبدالمالک

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر) :- جناب والا! جو میرے خیال میں جس استحقاق پر آج بحث کی جارہی ہے ہم اس سے انکار نہیں کرسکتے ہیں۔ اس کے دو پہلو ہیں ہم کمیشن کو بیشک نہیں کررہے ہیں یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان میں کمیشن نہیں چل رہی ہے۔ مولانا صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ وزیر بی اینڈ آر ۳۵ فیصد لے رہا ہے۔ اس کے تو ہم خلاف ہیں۔ آپ کی جماعت بلوچستان کی حکومت میں رہی ہے مگر انہوں نے یہ پہلے کبھی نہیں کہا ہے میرے خیال میں اس کو صحیح معنی دیں۔ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ کی جماعت کے دور میں دونوں دفعہ کرپشن ہوئی ہے وہ میں کرپشن ہوئی ہے مولانا صاحب جب خود تھے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ بلوچستان میں کرپشن ہے۔ اور اگر یہ مولانا صاحب ثابت کرسکتے ہیں ہم منسٹر صاحبان ہیں وہ اپنے دور میں پارسا تھا اور اس زمانے میں ہم شیطان بن گئے ہیں یہ ان کو ثابت کرنا پڑے گا کہ کرپشن کیسے ہیں کون کمیشن لے رہا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- مولانا صاحب نے جو بات کی

ہے اور انہوں نے یہ الزام لگایا ہے افسروں کی بات تو بعد میں ہو سکتی ہے اور جہاں تک انہوں نے وزیر صاحب کا نام لیا ہے کہ ۳۵ فیصد منسٹر کے پاس کمیشن جاتا ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب نے یہ الزام کس بنیاد پر لگایا ہے۔ اور یہ جو آپ اسپشلی ڈیفیم Defame کررہے ہیں ایک پارلیمنٹ کے ممبر کو ایک منسٹر کو یہ آپ کی انٹینشن Intension ہے۔ آپ اس حکومت کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس ممبر کو ڈیفیم Defame کررہے ہیں۔ اس کے اوپر وہ قانونی نہیں ذاتی کارروائی کا بھی آپ کے ساتھ حق محفوظ رکھتا ہے۔ ہر طریقے سے ہمارے رواج کے متعلق، ہمارے اصولوں کے مطابق آپ کس طرح یہ بات کرتے ہیں کس پروف پر یہ بات کرتے ہیں گلی میں کھڑا ہو کر کے کوئی کچھ کہہ دے کہ مولانا نے فلاں کردیا، فلاں کردیا۔ ہم کہیں گے کہ مولانا ایسے ہیں ٹوٹل مولاناؤں کو ہم کس طرح اس میں انوالو Involve کریں گے۔ کسی کے کہنے کے اوپر ویسے تو آپ لوگوں کے متعلق بھی ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ لوگوں کی باتیں ہیں انہیں لوگوں تک چھوڑیں لوگوں کو کرنا چاہئے۔ لیکن فلور پہ جو ایک بات کی جاتی ہے اس کی ایک اہمیت ہوتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب آپ خود ہی محسوس کریں میرا خیال سزا کے طور پر ابھی اس کو اسمبلی سے تو نکال دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔ میری رولنگ اس تحریک استحقاق کی بنیاد مولانا عبدالباری کی بجٹ پر تقریر ہے۔ بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے معزز رکن نے ایک مثال دیتے ہوئے کہا کہ ایک صاحب بتا رہے تھے کہ انہوں نے قلات میں گیارہ لاکھ کی ایک اسکیم ایک ہی دن میں مکمل کرلی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ گیارہ لاکھ کی رقم تقسیم ہوگئی اور کچھ کام پر لگ گئی اس میں الزام تراشی کا پہلو نمایاں ہے۔ لیکن یہ ایک مسلمہ پارلیمانی روایت ہے کہ سالانہ بجٹ پر سخت تنقید ہوتی ہے اور کافی غیر متعلقہ باتیں بھی کی جاتی ہیں۔ اس حد تک یہ باتیں برداشت کی جاتی ہیں دوسری اسمبلیوں کی کارروائی اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں اور ہم سب اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔ دوسری اسمبلیوں کی بہ نسبت ہماری اسمبلی کی

کارروائی ماشاءاللہ کافی ڈسپلنٹ Disciplined اور قابل تحسین ہے۔ یہاں الزامات کی بوچھاڑ نہیں ہوتی جہاں تک مولانا عبدالباری کی تقریر کا تعلق ہے۔ انہوں نے کسی کی ذات پر الزام تراشی نہیں کی۔ انہوں نے ایک سنی ہوئی بات یہاں پر دہرا دی ہے۔ اس تحریک استحاق کے محرک وزیر مواصلات نے اپنی جوابی تقریر میں مولانا باری صاحب کی ان باتوں کی پرزور تردید کرسکتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ مولانا نے جو کچھ کہا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اس میں کوئی صداقت نہیں ہے کیونکہ بجٹ پر عام بحث کے دوران یہ ایک روایتی تقریر ہے جس کی بناء پر محرک یعنی وزیر مواصلات نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ مگر اسمبلی کے قاعدہ نمبر۸۷۳ کے تحت یہ معاملہ ایسا ہے کہ صوبائی اسمبلی کی مداخلت ممکن نہیں ہے۔ اس بناء پر یہ تحریک خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔

مولانا باری صاحب Silence Please اب میزانیہ بابت سال ۹۵-۱۹۹۴ء پر عام بحث جناب نوابزادہ سلیم اکبر خان بگٹی صاحب۔

نوابزادہ سلیم اکبر خان بگٹی :- مسٹر اسپیکر قومی بجٹ سے صوبائی بجٹ جنم لیتی ہے۔ بلکہ صوبائی بجٹ پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ وفاقی بجٹ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس بجٹ سے عوام پر بوجھ نہیں پڑے گا جو پڑرہا ہے کہا جاتا ہے کہ پٹرول کی قیمتوں پر ٹیکس نہیں لگے گا حالانکہ پٹرول کی قیمتیں سال میں کئی بار بڑھائی جاتی ہیں اور اب بھی یہ چند دنوں کی بات ہے اس دعوے کی بھی قلعی کھل جائے گی۔ وفاقی بجٹ ہو یا صوبائی حکومت شاہانہ ٹھاٹ باٹ اور فضول خرچی کم کردے اور اس طرح غیر ترقیاتی اخرجات کم ہوسکتی ہے۔ مسٹر اسپیکر پاکستان کا قومی بجٹ ۹۵-۱۹۹۴ء بہت ہی خوفناک بجٹ ہے۔ موجودہ حکومت جو پاکستان کے عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان فراہم کرنے کی دعووں کی نام نہاد علمبردار ہے اس حکومت نے عوام پر اس قدر بھاری ٹیکس عائد کردی ہے کہ چند ہفتوں تک پورے ملک میں قیمتیں ڈیڑھ گناہ بڑھ جائیں گی۔ بارہ سو روپے کا بجٹ عملاً اٹھارہ سو روپے ہو جائے گا۔ ملک بھر کے تاجر اور صنعت کار حکومت کی طرف سے عائد کئے گئے براہ راست اور بلاواسطہ

ٹیکسوں کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جس کی وجہ سے عوام کی پریشانیوں میں بھی اضافہ ہوگا اور ملک کے صنعت کاروں اور تاجروں کو جس تلخ صورت حال سے دوچار کردیا گیا ہے اس بجٹ کی Creator ہی غریب اور غیور عوام کو صرف مہنگائی اور پریشانی اور بدامنی جیسی مشکلات سے دوچار کررہی ہو وہ عوام کو صرف اپنے کھوکھلے نعروں سے کب تک خوش رکھ سکتی ہے۔ اس کے کھوکھلے دعوؤں کی قلعی کھل گئی ہے اور جہاں تک ہمارے صوبائی بجٹ کا تعلق ہے جب مرکز صوبے کو اس کے جائز آئینی حقوق دینے سے قاصر ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا صوبہ بلوچستان بھی اسی طرح آج کے مرکزی حکومت کے ذاتیات کا شکار ہورہا ہے جیسا کہ ماضی میں اس کی مثال ۱۹۹۰ء میں موجود ہے۔ مسٹر اسپیکر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حج اور عمرہ جیسے مقدس فریضہ بھی سرکاری خرچ پہ کرایا جاتا ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ یہ رقم ان غریب عوام کا ہے جن پر عائد انکم ٹیکس کا بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پیپلزپارٹی کی حکومت ملک کو آئی ایم ایف کے احکامات کے مطابق چلارہی ہے اور پیپلزپارٹی کی میرٹ یہ ہے کہ اپنے جیالوں کو نوازا جائے پیپلز ورکس پروگرام دراصل پیپلز نوازش پروگرام بن گیا ہے۔ مسٹر اسپیکر بلوچستان ایک دور افتادہ پسماندہ صوبہ ہے بلوچستان کو اگر اس کی گیس رائلٹی جو سالہا سال سے صحیح شرح کے مطابق ادا نہیں کی جارہی ہے جو اس وقت ایک اندازے کے مطابق چار سو ارب روپے ہوتے ہیں وفاقی حکومت کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ یہ رقم اگر بلوچستان کو مل جائے تو بلوچستان دوسرے صوبوں کے برابر ترقی کی راہ پر گامزن ہوجائے گا۔ مسٹر اسپیکر یہ رقم ہمارا حق ہے اپنا حق لینے کے لئے صوبائی حکومت اگر ٹھوس اور عملی اقدامات اٹھائے تو ہم اپوزیشن اس کی بھرپور حمایت اور مکمل تعاون کریں گے۔ بلوچستان کو صحت تعلیم اور پینے کے لئے صاف پانی کی ازحد ضرورت ہے اس رقم کے ملنے پر یہ مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سردار سترام سنگھ

سردار سترام سنگھ :- جناب اسپیکر سب سے پہلے میرا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ بجٹ

تقریر سے پہلے آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے طفیل اپنے ان تمام احباب کا دلی طور پر شکریہ ادا کروں جنہوں نے مجھے اپنی حمایت دے کر آج اس مقام پر پہنچایا کہ آج میں ان کی ترجمانی کر رہا ہوں۔ جناب اسپیکر میں آپ کا بھی شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ بجٹ ۹۴-۱۹۹۵ء پر بحث سے پہلے گزارش کروں گا کہ وفاقی اور وفاقی اکائیوں کا براہ راست ایک تعلق ہوتا ہے۔ آج ہم تاریخ کے اس دور سے گزر رہے ہیں جناب اسپیکر اس سے پہلے ہم اور ہماری بلوچستان کے عوام ۱۹۹۰ء میں گزر چکی ہے۔ اس دوران بھی مرکز ہمارے صوبے کے تمام آئینی اور اخلاقی حقوق دینے میں لیت و لعل کر رہا تھا۔ اور آج پھر وہی پوزیشن ہے۔ ہم اور ہماری پارٹی اور ہمارے قائد نے ہمیشہ بلوچستان کے آئینی حقوق کی بات کی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے توسط سے بلوچسان کا یہ نقطہ نظر مرکز تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پسماندہ صوبے کی ترقی میں بخیلی نہ کریں اور آج پیپلز ورکس پروگرام ہے۔ اصل میں یہ پیپلز ورکر نوازش پروگرام ہے اس طریقہ کار سے بلوچستان کے نومنتخب نمائندوں کو زک پہنچانے کی کوشش معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح متصادم ترقیاتی اور اقتصادی پالیسیاں ملکوں کی تاریخ کو ہمیشہ تباہی کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ جناب اسپیکر یہ ایک غیر جمہوری اور حب الوطنی کے جذبے کے منافی ہے۔ اس لئے میں اس معزز ایوان کے تمام نمائندوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بلا تفریق اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ایک نقطے پر متحد ہو کر بلوچستان کی خودمختاری کا دفاع کریں۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جو ان کا جمہوری' سیاسی اور قومی فریضہ ہے۔ صوبہ بلوچستان کی پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے میں اس معزز ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرواؤں گا کہ بظاہر ہم اکیسوی صدی سے گزر رہے ہیں۔ آج کا انسان چاند پر پہنچ چکا ہے مگر بڑے دکھ سے میں کہوں گا کہ ہمیں ضروریات زندگی کے بنیادی سہولتیں میسر نہیں۔ جناب اسپیکر آج بھاگ' بختیار آباد' ڈوکی' لہڑی' تری آڑ وغیرہ میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں اور وہاں کے پیاسے لوگ وزیر آبنوشی اور چیف منسٹر نواب ذوالفقار علی مگسی صاحب کے نام لے کر اپنے پیاس کو قدرے ٹھنڈے

پہنچا رہے ہیں۔ جہاں روڈوں کی بات آتی ہے تو جناب والا تری آڑ تک پہنچتے پہنچتے حالت کچھ اس قسم کی ہوجاتی ہے کہ اپنی تصویر خود پہچانی نہیں جاتی اور یہی حال بلوچستان کے بے شمار اضلاع اور شہروں کا ہے۔ بالخصوص قائدایوان کے آبائی گاؤں جھل مگسی کا بھی ذکر کروں گا کیونکہ وہاں بھی میرے بھائی زندگی گزار رہے ہیں۔ جناب اسپیکر جہاں پر ہائی ویز روڈوں کی بات آتی ہے آج بلوچستان رقبے کے لحاظ سے ملک کا تقریباً ''۴۵ فیصد ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے ہاں ہائی ویز بھی مرکزی حکومت کی غفلت کا شکار ہے۔ بے روزگاری کا یہ عالم ہے کہ بچے جن کے غریب والدین اس امید پر اپنا پیٹ کاٹ کر بچوں کو تعلیم دلاتے ہیں مگر تعلیم مکمل ہونے کے بعد وہ تعلیم یافتہ ہونہار بچے ملازمت کے لئے دربدر ہیں۔ جناب اسپیکر میں اس ایوان کی توسط سے گزارش کروں گا کہ دو وقت باعزت روٹی کا حصول حکومت وقت ضامن ہوتی ہے۔ اگر اور کچھ بھی نہ دے سکے۔ تعلیم کی حالت یہ ہے کہ معیار تعلیم روزبروز گرتا جارہا ہے۔ اس طرف ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ تعلیمی معیار پر ہم سب توجہ دیں۔ جناب اسپیکر اگر میں بلوچستان کے پسماندگی کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لوں یہ ایک دکھ بھری داستان ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ بلوچستان خاطر خواہ ترقی کرسکے۔ مجھے تاریخ کی وہ مثال یاد آرہی ہے کہ خلیفہ الوقت رات کو بھیس بدل کر گھر گھر جاکر دستک دیتے کہ کوئی بیمار تو نہیں' کوئی بھوکا پیاسا تو نہیں۔ خدا کرے کہ ہمارے حکمرانوں کے دلوں میں وہ رحم کا درس ہو۔ جناب اسپیکر میں آخر میں گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں سکھ' پارسی کیونٹی کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ جب کہ کچھ عرصہ قبل ہمارے بلوچستان میں بے شمار گردواروں کے تعمیر کا کام ابھی تک نامکمل ہے۔ اس کے علاوہ میری گزارش ہے کہ جیسا کہ مجھے اپنے سکھ برادری کی طرف سے درخواست موصول ہوئی ہے ان کی خواہش ہے کہ ان کی یاترا کے لئے بھی اس بجٹ میں مخصوص رقم رکھی جائے۔ جناب اسپیکر میں آخر میں آپ کا اور تمام اراکین اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری تقریر کو غور سے سنا۔ شکریہ۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :۔ بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر و معزز اراکین اسمبلی۔ آج بجٹ ۹۴۔۱۹۹۵ء زیر بحث ہے اس غریب صوبے کا غریب بجٹ جس کا رقبہ پاکستان کے ٹوٹل رقبے کا تقریباً ۴۵ فیصد ہے۔ آبادی اگرچہ ۵ سے ۶ فیصد ہے۔ لیکن یہ آبادی دھرتی کے اس ٹکڑے پر آکر اس طرح بکھری پڑی ہے کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کا درمیان فاصلہ ساٹھ سے ستر میل ہوتا ہے اور اسد میں موجود ہر انسان بنیادی حقوق رکھتا ہے اور گورنمنٹ کا یہ فرض بنتا ہے کہ ان کی بنیادی حقوق ان کو دے دیں۔ جس میں تعلیم، صحت، پانی، وغیرہ وغیرہ اس بڑے خطے میں بکھرے ہوئے لوگوں تک پہنچانا اس کے لئے جو رقم درکار ہے حقیقت میں اس سال ہم نے ڈیولپمنٹ اور نان ڈیولپمنٹ میں جو ٹوٹل بجٹ جس کو پندرہ ارب کہتے ہیں اگر اس تمام رقم کو صرف ترقیاتی کاموں پر صرف کریں اور باقی نان ڈیولپمنٹ کے لئے مرکزی حکومت پیسے دیں۔ اور ہر ایک یہی کہتا رہا ہے کہ جی میں اس صوبے کو باقی صوبوں کے اسٹینڈر تک لے آؤں گا اور مسلسل وعدے کرتے رہے جو بھی گورنمنٹ ہو گورنمنٹ پارٹی ہو مسلم لیگ ہو مارشل لاء ہو کوئی بھی ہو۔ ہر ایک کہتا ہے کہ افسوس صوبہ تو بہت پسماندہ ہے اور انشاء اللہ اس دفعہ ہم یہ کریں گے کہ اس صوبے کو باقی صوبوں کے اسٹینڈر تک لے آئیں گے۔ لیکن ہوتا کیا ہے؟ ہوتا یہ ہے کہ یہ صرف خالی خولی باتیں ہوتی ہیں۔ کاغذی ہیر پھری ہوتے ہیں جو پیسہ مرکز کے پاس ہوتا ہے وہ اپنی پارٹی کو آگے لے جانے کے لئے استعمال کرتے ہیں جس طرح کہ اس مرتبہ بھی دو تین ارب روپے رکھے گئے ہیں تاکہ پیپلز پروگرام کے توسط سے تقسیم کئے جائیں۔ اب آپ ہی بتادیں کہ یہ پیسہ کس طرح ہوگا۔ کیا اس سے کوئی عوامی منصوبہ بنے گا۔ کیا صوبے کا مستقبل سنور جائے گا اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ پارٹی کے ورکرز ہیں پارٹی کے ورکروں میں تقسیم کرکے ان کو خوش کرنا میرے خیال میں اس حد تک زیادہ نہیں بڑھایا جاسکے گا لہٰذا عوام تک کچھ بھی نہیں پہنچ سکے گا تو یہ پیسوں کا، ہمارے ٹیکسوں کو بالکل ضیاع ہے اور کبھی کبھار دوسرے صوبون کو خوش کرتے ہیں۔ نواز شریف کے وقت میں سندھ کو دس ارب روپے کا پیکج Package دیا گیا اور بے نظیر بھٹو صاحبہ اب کچھ دن پہلے سوا

کھرب کا کراچی کے لئے ڈیل Deal دے چکی ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ باقی صوبے اس طرح ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ ایک ہزار سائیکل کوئٹہ پہنچ چکے ہیں۔ ماشاء اللہ اسب مشین بھی آنے والی ہیں اور بھی چیزیں آنے والی ہیں۔ ہمیں بعد میں پتہ چلے گا کہ یہ کیسے تقسیم ہوئے اور کہاں چلے گئے۔ پاکستان کے ٹیکسوں کا پیسہ اور اس کا اس طرح بہاؤ لوگوں کو پیکج ڈیل Package deal سوا کھرب اور دس ارب روپے یہ وہ اور ہمارے ساتھ جو وعدے ہوتے رہے کہ جی آپ کا صوبہ واقعی بہت پسماندہ ہے ہم اس کو اس حد تک لے آئیں گے اور ضروری ہے آپ بھائی ہوتے ہوئے پاکستان میں رہتے ہوئے آپ کا بھی حق بنتا ہے کہ آپ کو بھی دوسرے بھائیوں کے برابر لائیں لیکن پیسوں کا تقسیم اس طرح ہے جو کچھ بچ جاتا ہے وہ اسکینڈلوں کی نظر ہو جاتا ہے۔ آج کو آپریٹو اسکینڈل ہے جب اس کا ڈراپ سین ہوتا ہے ہے تو پھر تاج کمپنی کا اسکینڈل ہے۔ اگر یہ ختم نہیں ہوتا مہران بینک اسکینڈل ہے۔ ابھی تک یہ زیر مباحثہ ہے' یو بی ایل کا اسکینڈل ہے اور اس سے پہلے بھی مک مکائی میں مارشل لاء کے ٹائم میں تیس ارب روپے معاف کئے گئے تیس ارب روپے لوگوں کو دیئے گئے اور پھر معاف کئے گئے۔ پیسہ جو آتا ہے ادھر ہی تقسیم ہو جاتا ہے اور ہم اور آپ تک کچھ نہیں پہنچتا تو لہٰذا ہمارے اور آپ کے پاس جو ہمارے تھوڑے بہت وسائل ہیں' سوئی گیس ہے اب شاید موسیٰ خیل میں گیس نکل آئے اس کے بعد چھوٹا موٹا معدنیات نکل آئے گا وہ سارا مرکز میں جمع ہوتا ہے اور ہمیں آبادی کے لحاظ سے بہت معمولی سی رقم دی جاتی ہے۔ پھر دوسرے صوبوں کے ساتھ بہت مختلف فلاں صوبے کا رائیٹ اتنا ہے آپ کے صوبے کا رائیٹ اتنا ہے تو یہ زیادتی ہمارے ساتھ ہو رہی ہے۔ جب تک ان زیادتیوں کی تلافی نہ ہو جب تک اس صوبے کو اپنے حقوق نہ ملیں اس وقت تک ہم اسی طرح رہیں گے۔ ٹیکس ہمارے اوپر لوگو ہوتا رہے گا اب اس مرتبہ اٹھائیس ارب اور بے نظیر صاحبہ کہہ رہی ہیں کہ چالیس ارب اور فلاں یہ ٹیکس ہم اور آپ بھی دیتے رہے اس میں ہم اور آپ برابر کے شریک ہیں لیکن پیسے کی تقسیم کا طریقہ یہ ہے تو میرے خیال میں جب تک مرکز سے یہ چیز حاصل نہ کر سکیں یا مرکز ہمیں برابر بھائی کی

طرح نہ سمجھے اور ہمارے جو زیر زمین ذرائع ہیں ان کو اوپر نہ لا سکے فیکٹریاں ہیں ان کو اوپر نہ لا سکے اور اس سے کارخانے اور ان کی ڈیویلپمنٹ کے لئے ہمیں اسپیشل طور پر پیکج Package کے لئے پیسہ نہ دیں تو یہ سارے خالی خولی باتیں کرتے رہیں گے اور ہم اپنے بجٹ سے کیا کرسکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بلوچستان ہے اور اس میں سوا لاکھ ایمپلائز ہیں اور آپ کے پاس کوئی کارخانہ نہیں ہے اور آپ کے پاس محدود وسائل ہیں جس میں آپ اس بیروزگاری کی فوج ظفر موج کو آپ بھرتی کرسکیں۔ کچھ آپ کے پاس نہیں ہے واحد رہ گئے ہمارے دفاتر۔ دفتر میں کیا ہے ماسٹری ہے کیا ہے چپڑاسی ہے ہمیں بخدا اپنے محکمے بھول گئے کہ ہم کس محکمے میں بیٹھے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا ہے اور بس یہ سب کو کہ جی اس دفعہ نہیں انشاء اللہ اس دفعہ آجائے گا۔ پتہ نہیں ہمارے منسٹر صاحبان فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بہت کنجوسی سے کام لیا ہے کیا ان کے ذرائع اتنے تھے۔ میرے محکمے میں اس دفعہ ٹوٹل پندرہ نوکریاں ایک سے پندرہ تک صرف پندرہ پوسٹ ہے اب آپ اس میں بتادیں کہ پچھلی دفعہ بیس نوکریوں کے لئے ۱۱۵۰ درخواستیں اور اب تو کم از کم ۱۵۰۰ درخواستیں آئیں گی اب آپ ہی بتادیں کہ ہم کیا کریں کس کو تقسیم کریں تو یہ بجٹ کا ہمارا حال ہے اور میرے خیال میں کہ میں تو کافی حد تک فنانس ڈیپارٹمنٹ سے گلہ مند ہوں لیکن اس کے باوجود انہوں نے شاید اس میں کافی کنجوسی کی ہے۔ مثلاً یہ کہ قیمتی موٹروں اور دوسری جو چیزیں غیر ضروری اخراجات کی ہیں پچھلے سال میں میرے خیال میں ہمارے بجٹ میں کوئی چار ہزار نوکریوں کے مواقع تھے۔ اس سال پھر انہوں نے دو ہزار کردیئے جو ضروری ضروری ہے کافی کنجوسی سے کام لیا اس بجٹ میں کسی کا یہ گلہ کرنا کہ جی ہمیں ترقی نظر نہیں آرہی کونسی ترقی کہاں ہوئی ہے تو میرے خیال میں یہ کسی کی بس کی بات نہیں ہے کوئی بھی اس چیلنج کو قبول نہیں کرسکتا کہ اس محدود ذرائع میں اور آپ لوگوں کے اتنے وسیع وعریض خطے پہ ڈیویلپمنٹ دکھانا یہ ہمارے اور آپ کے بس کی بات نہیں جب تک یہ کوئی اسپیشل پرائریٹی پروگرام ہمیں نہ ملے تو جہاں تک بجٹ کا مسئلہ ہے وہ میرے خیال میں ہمارے دوستوں نے کہا ہے کہ پندرہ ارب میں سے نان ڈیویلپمنٹ کے تقریباً" پونے

گیارہ ارب اور سوا چار ارب ڈیولپمنٹ اور سوا چار ارب میں بھی دو ارب سود کچھ جاری اسکیمیں اور کچھ قرض ہے۔ اگلے سال بھی اس کا سود شروع ہو جائے گا اور میرے خیال میں ہمارے پاس بیس یا پچیس کروڑ روپے بچے ہیں جب کہ ایک محکمے کی ڈیمانڈ نئی اسکیموں کے لئے ایک ارب کے آس پاس ہوتی ہے اور اس میں کیا تقسیم کرسکتے ہیں۔ یہ آپ کے ذرائع ہیں اسی میں آپ نے تقسیم کرنا ہے اب میں اس کے دوسرے سائیڈ کی طرف آتا ہوں کہ یہ محدود ذرائع اس وسیع و عریض خطے میں بھی اس کی تقسیم جس طرح کہ ہمارے وزیر صاحب نے اس کی تقسیم غیرمتوازن اور غیرمنصفانہ کی ہے ہماری اس چھوٹی سی رقم میں بھی تقسیم کار کو غیرمتوازن رکھا گیا ہے میں گورنمنٹ کے بینچز سے ہوتے ہوئے کہ ہم سب ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں بعض کچھ حقائق ہیں اگر ایک گھر میں نیستی آجائے اس کا مطلب ہے کہ غریبی آجائے پھر سب بھائی لڑنے لگتے ہیں ایک گھر میں پیسے زیادہ ہوں خوشحالی ہو تو کوئی کہتا ہے کہ فلاں بھی خرچ کرے، فلاں بھی خرچ کرے لیکن جہاں آپ کے گھر میں نیستی اور غریبی آجائے تو بھائی بھائی پر شک کرتا ہے ایک دوسرے سے لڑنے لگتا ہے۔ اسی حساب سے میں اس ایوان کے تمام میرے گورنمنٹ کے بھی اور اپوزیشن کے بھی جتنے معزز ممبران صاحبان ہیں اس میں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا بجٹ کئی سالوں سی غیرمتوازن چلا آرہا ہے اور اس غیرمتوازن کی وجوہات سیاسی ہیں جس طرح کہ پچھلی دفعہ ہمارے اختر جان مینگل نے اس پر قرارداد پیش کی کہ جی جنوبی پشتونخوا جو ہے وہ غیرقانونی ہے میں کبھی کبھی یہ سوچتا ہوں کہ آپ تو اچھے ہیں اپنے دل کو تو ٹھنڈا کرتے رہتے ہیں کہ یہاں کے پتھر پر اور ہر درخت پر بلوچستان کا نام لکھا ہوا ہے لیکن یہ غریب پتہ نہیں کیا کرے جن سے اپنے آباؤاجداد کا نام انگریزوں نے چھین لیا اور ابھی تک ہم اسی طرح محروم ہیں کیا آپ لوگ ہمیں یہ حق نہیں دے سکتے کہ ہم بھی کبھی کبھار جنوبی پشتونخوا جو کہ ہمارا تاریخی نام ہے اور پاکستان کے اندر آپ اپنے مخلف .... (مداخلت)

سردار محمد اختر مینگل :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! جنوبی پشتونخوا کا نام

لیا جا رہا ہے اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اور اسمبلی اس کا بالکل ریجیکٹ کر چکی ہے اس نام کی کوئی چیز وجود نہیں رکھتی۔ (شور)

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) :- لیکن میں کہتا ہوں اپنی پہچان کے لئے ہم نے اپنے خطوں کو شمالی' وسطی اور جنوبی میں تقسیم کیا ہے یہ ہم اپنے لئے کہتے رہتے ہیں تو اس میں آپ مہربانی کر کے برا نہ مانیں اور اس میں ویسے بائی دی وے کہہ رہا تھا بطور حقائق میں بیان کر رہا تھا تو اس میں ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ یہ اس وقت کی وہ ہے کہ جب یہ گورنمنٹ یہ صوبہ بن رہا تھا جس طرح کے پچھلی بار بحث و مباحثہ ہوا تھا چونکہ اس بحث کا تعلق بھی اس تسلسل سے کہ صوبہ بنتے وقت برٹش بلوچستان اور باقی اسٹیٹس جو شامل کئے ہوئے ہیں باقی عوام سے پوچھے بغیر۔ یہ بات اسی وقت سے چلا آرہا ہے اور اسی وقت ۷۲ء میں یہ غیر متوازن کی میں بات کر رہا ہوں ۷۲ء میں مردم شماری اس وقت کے نیپ اور جمعیت العلمائے جس طرح کہ ابھی ساتھ ساتھ بیٹھے ہیں اس وقت بھی ابھی تو ان کے کچھ حصے ساتھ بیٹھے ہیں اس وقت مکمل ساتھ بیٹھے تھے گورنمنٹ میں یہ لوگ تھے اور مردم شماری میں جو زیادتی ہوئی ہے اور ہمارا احتجاج ۷۲ء سے لے کر ۹۴ء تک مسلسل اور اس کے بعد بھی جاری رہے گا اس وقت آبادی میں ایسی جگہیں جہاں کی آبادی ساٹھ ہزار ہیں ایک مردم شماری میں دوسرے میں ایک لاکھ ستائیس ہزار ووٹرز کسی ایریا میں ڈیڑھ لاکھ سوا چار لاکھ کسی میں ڈیڑھ لاکھ سے یا ساڑھے تین لاکھ اس طرح سے آبادیاں بڑھتی رہی جب کہ ہمارے شمالی بلوچستان یا جنوبی پشتونخواہ اس میں آبادی کا مسئلہ اسی طرح رہا لاکھوں آدمی کاٹے گئے اس وقت کیوں کاٹے گئے کہ یہ پوند لوگ ہیں ادھر آتے جاتے ہیں اور اب وہی سوال وہی مثال مہاجروں کی شکل میں پیش کی جائے کہ چونکہ بلوچستان میں مہاجر آئے ہوئے ہیں لہذا کمیننگ باڈی کے لئے پہلے سے پلاننگ Planning کی جا رہی ہے۔ جس طرح کہ پہلے کٹینگ ہوئی تھی اور اس کٹینگ کے نتیجے میں ۴۳ ممبروں میں سے صرف ۲۳ ممبر ہمارے رہ گئے ہیں۔ صرف ۱۲ ممبر ہم یہ یقین سے کہہ سکتے ہیں بلکہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس صوبے میں ہماری آبادی کو کم از کم اگر ہم کم بھی

کہیں تو ۵۰ فیصد سے کم نہیں ہے۔ آپ اسکی اپریل سروے کرائیں جس میں گھروں کا شمار کیا جائے۔ قبروں کا شمار کیا جائے یا آدمی کی ساتھ کروائیں کوئی بھی مردم شماری ہو میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں ویسے بھی پرانیٹی کے بنیاد پر ہم ادھر دو برابر دو سیال قومیں رہتے ہیں ہیں دو قومی صوبہ ہے ویسے بھی اگر آبادی کو چھوڑ کر ایک سائیڈ پر ہم چلے جائیں کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان جس کی آبادی ۵۵ فیصد اور ایک کی آبادی ۴۵ فیصد پھر بھی وہ ایکول Equal رہے تھے۔ لیکن اگر آپ آبادی پر بھی آئیں تو مجھے یقین ہے کہ آبادی بھی اسی تناسب سے ہے لیکن ادھر ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ یہ شاید غیر متوازن سلسلہ ۷۲ء سے لے کر ۹۴ء تک بس میں ہمیں ۱۳ سیٹوں کا حصہ ملتا رہا اور ہمارے بھائیوں کو ۳۰ سیٹوں کا حصہ تقریباً" ملتا رہا جس میں کئی ہزار ڈاکٹر' کئی ہزار انجینئر اور کئی ہزار نوکریاں اور اربوں روپے کی غیر متوازن تقسیم ہوئی ہے۔ میں آپ کی توجہ چند مثالوں کی طرف دلا رہا ہوں جو ہم سے پہلے شروع ہوگئی تھی۔ مثلاً بڑے بڑے پراجیکٹ انٹرنیشنل یا پاکستان کی طرف سے جو اس صوبے میں تقسیم ہوئی ہے آپ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوگی کہ یہ ایک سائیڈ کس طرح تقسیم ہوئی ہے۔ مثلاً یہ میں نہیں چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ خدا ہمارے بھائیوں کے حصے کو سونا کرے خدا سب کو خوش کرے خدا ہر انسان کو آباد کرے لیکن پھر بھی یہ سوچتا ہوں کہ ہمیں بھی کچھ حصہ ملنا چاہئے اب جس طرح کے سینڈک پروجیکٹ ہے گوادر ڈیپ سی Deep Sea ہے اس میں کچھ پروڈیکٹ کمپلیٹ ہو چکی ہیں۔ کچھ مکمل ہو رہے ہیں اور کچھ کی اسٹارٹنگ شروع ہو رہی ہے۔ لیکن اسکیم منظور ہو گئے ہیں اس میں سینڈک 'گوادر' سی پسنی' میرنای ڈیم' اکڑہ کور بند' حب بجلی گھر جو کہ ۶۴ ارب میں ہنگول ڈیم اس میں پٹ فیڈر اس میں خیردین کنال جو ارب کے نزدیک ۸۰ ارب روپے اس میں ہائی ویز' نیشنل ہائی ویز کو تفتان سے لے کر کراچی تک پانچ ارب کے قریب وغیرہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں یہ تو میں بڑے بڑے اربوں والے حصے گنوائے رہا ہوں مل ملا کر یہ کوئی ایک کھرب کے آس پاس بنتے ہیں۔ ہماری سائیڈ پر دیکھیں جسے ہم جنوبی پشتونخواہ یا شمالی بلوچستان کہتے ہیں اس میں آپ مجھے بتائیں کوئی پانچ یا دس کروڑ

روپے کا کوئی منصوبہ ہے یا نہیں ہے کیوں نہیں ہے کیا اس دھرتی پر کوئی ایسا موافق نہیں تھا یا یہ پہلے سے باغ و بہار ہے کہ اس کی ڈیولپمنٹ کے لئے کوئی ضرورت ہی نہیں ہے تو میں بار بار اپنے بھائیوں کی توجہ اس طرف دلاتا رہوں گا آپ اور تو چھوڑو آپ اس سال کی اے ڈی پی میں آپ دیکھ لیں یہ ہمارے لئے بنی ہے اے ڈی پی اس میں ہم بھی موجود تھے لیکن ہم بھی شائد اس میں کچھ نہ کرسکیں کچھ کی دو چار مثالیں دے رہا ہوں کہ آپ لوگ ذرا غور سے محکمہ زراعت میں اس سال اے ڈی پی کے لئے اسکیمیں رکھے گئے ہیں جنوبی بلوچستان کے لئے اور صفر اسکیم شمالی بلوچستان یا جنوبی پشتونخواہ کے لئے ایک بھی نہیں ہے اور اس کے لئے تخمینہ لاگت ایک ارب تئیس کروڑ اور پندرہ لاکھ روپے وغیرہ وغیرہ ہے۔ یہ زراعت کے لئے ہیں جنگلات کے لئے ۱۲ اسکیمیں ہمارے جنوبی بلوچستان اور دو اسکیمیں ہمارے شمالی بلوچستان یا جنوبی پشتونخواہ کے لئے ہیں اس میں البتہ وہ ہے جس میں زیارت کے صنوبر جنگلات کو بچانے کے لئے کچھ رقم زیادہ رکھی ہے اس میں جنوبی بلوچستان کے لئے ۴ ارب دس لاکھ اور شمالی بلوچستان کے لئے سات کروڑ چالیس لاکھ رکھے ہوئے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر یہ معزز وزیر جنوبی پشتونخواہ میرے خیال میں یہ تو ایک قرارداد پہلے ہوئی ہے اس میں جنوبی پشتونخواہ کا نام ہی نہیں یہ پوری ایوان سے قرارداد پاس ہوئی ہے۔ اس کا استحقاق مجروح کیا جا رہا ہے۔ وزیر موصوف کو اس بات کی تنبیہہ کی جائے کہ اس کا نام بار بار نہ دہرایا جائے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان :- بہرحال میں اس کو بریکیٹ میں شمالی حصہ اور جنوبی حصہ چلو آپ اس کو اس رخ سے سمجھیں آپ تو اپنا دل ٹھنڈا کرتے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ میں شمالی اور جنوبی حصے کے لئے کہوں گا چلو ٹھیک ہے ماہی گیری کے لئے جنوبی حصے کے لئے ۴ کروڑ ۱۰ لاکھ اور شمالی حصے کے لئے صفر میں ڈیولپمنٹ کی حصے کی بات کر رہا ہوں۔ صنعت جنوبی حصے کے لئے دو کروڑ گیارہ لاکھ جب کہ شمالی حصے کے لئے صفر افرادی قوت جنوبی حصے کے لئے ۷۰ لاکھ

۴۵ ہزار شمالی حصے کے لئے صفر کھیل جنوبی حصے کے لئے تین پروگرام شمالی حصے کے لئے ایک پروگرام تین پروگراموں کے لئے تقریباً" ایک کروڑ ایک پروگرام کے لئے تقریباً" ۴۹ لاکھ فزیکل پلاننگ Physical Planning جنوبی کے لئے دو پروگرام شمالی کے لئے ایک پروگرام اس میں بھی تقریباً" گزارہ ہے ۳ کروڑ ۶۶ لاکھ جنوبی کے لئے ۳ کروڑ ۱۵ لاکھ شمالی کے لئے سڑکیں جنوبی کے لئے ۲ ارب ۲۸ کروڑ روپے ان سڑکوں کے بغیر ہی نیشنل ہائی وے کا ۶ ارب کا پروگرام فی الحال چل رہا ہے باقی جو مختلف ہیں مثلاً لسبیلہ ادھر ادھر جو ہمارے دوسرے حصے میں ہو رہے ہیں تقریباً" ۳ ارب جب کہ شمالی حصے کے لئے ۵۱ کروڑ ۳ ارب او ادھر صرف ۵۱ کروڑ پانی اس میں جنوبی کے لئے ۵ ارب ۱۹ کروڑ ۵۲ لاکھ ۶۰ ہزار جب کہ شمالی کے لئے ۵۲ لاکھ ۷۱ ہزار تعلیم جنوبی کے لئے ۱۰ کروڑ ۶۱ لاکھ اور شمالی کے لئے ۳ کروڑ ۸۷ لاکھ۔ صحت جنوب کے لئے چار اسکیمیں اور شمال کے لئے کچھ بھی نہیں۔ چار اسکیموں کے لئے چار کروڑ نوے لاکھ روپے ویسے بھی ایک نیا ہسپتال بن رہا ہی جو سریاب کی طرف بن رہا ہے جب کہ ہم نے پہلے سنا تھا ایک جنوب کی طرف بھی بنے گا اور شمال کی طرف۔ لیکن وہ بھی اب ایک جنوب کی طرف بن رہا ہے۔ اس طرف چلا گیا ہے۔ اب بی ڈی اے جنوب کے لئے ایک کروڑ سینتالیس لاکھ جب کہ شمال کے لئے صرف ماحولیات کو لیں جنوب کے لئے اس میں اکہتر کروڑ پچیس لاکھ ساٹھ ہزار جب کہ شمال کے لئے سترہ کروڑ پچاس لاکھ اور توانائی جنوبی حصہ کے لئے دو ارب تینتیس کروڑ پچیس لاکھ روپے اور شمال کے لئے صفر پھر سنیں پی ایچ ای اسمیں جنوب کے لئے چوہتر کروڑ پچپن لاکھ اور چورائی ہزار جب کہ شمال کے لئے دس کروڑ آٹھ لاکھ چھتیس ہزار۔ آپ ذرا اس کی ڈیفرنس دیکھیں دیکھتے رہیں۔ نیشنل ہائی ویز اتھارٹی چھ ارب کا پروگرام شروع ہوا اس طرح ہم آگے جاتے رہیں اور اگر آپ کو ان اعداد و شمار کو کانسالوڈیٹ کر کے میں دے دوں تو پی ایس ڈی پی جو کچھ اس سال مکمل ہوں گے اور کچھ آئندہ سال مکمل ہوں گے۔ یہ آن گوئنگ اسکیمز ہوں گی اس کی اٹھارہ ارب ایک کروڑ جنوب کے لئے اور ایک ارب تیرہ کروڑ شمال کے لئے، یہ پی ڈی ایس پی کا پروگرام ہے اور ہمارے اور آپ کے لئے بی

ڈبلیو ڈی پی پروگرام یہ چلتا رہے گا ہم جاتے ہیں گے اس کا مطلب یہ ہے خہ اس مسئلہ سے ہم اپنے بھائیوں کو آپ لوگوں کو یہ استدعا کریں گے کہ کیا ہم یہاں دو قومیں نہیں رہ رہی ہیں؟ ایک قوم تو اپنے نام اپنی پہچان اور اپنے حصے سے بالکل محروم ہے۔ میری یہ باتیں ہیں ہمارے بھائیوں کو بہت مزہ آرہا ہے لہٰذا میں استدعا کرتا ہوں کہ ہم تمام دنیا میں بیٹھنے اور دوڑنے کے لئے تیار ہیں ہم پھر علاج کرتے ہیں اس کا۔ ہم اس صوبہ کے لئے آگے بڑھیں گے اور ہم ایمانداری سے یہ کہتے ہیں کہ خدا کرے کہ آپ کو اس سے بھی زیادہ حصہ ملے آپ کے لئے اس سے بھی زیادہ اسکیمیں بنائی جائیں بلکہ ہم اس کے لئے مرکز سے لڑیں گے بھی۔ کارخانے بن رہے ہیں کیا؟ کارخانے بن جائیں لیکن اسے کیا فرق پڑتا ہے سینڈک کا جو پروگرام ہے ہمارے ایک سابقہ وزیر صاحب جن کا تعلق پی این پی سے تھا انہوں نے کہا کہ وہاں ہم صرف لوکل کو چھوڑیں گے اور باقی کسی کو نہیں چھوڑیں گے ہم سنتے ہیں صرف لوکل آگے آئے گا۔ اب تو ہم کو بھی یہاں غیر لوکل گردانتے ہیں۔ ہمارے لئے کچھ بھی نہیں۔ ایک بیکار، بے نام اور بے حصہ لیکن جب ہم بات کریں تو ایک مولانا صاحب کہتے ہیں آپ اسلام کی لکیر سے نکل گئے ہیں۔ دوسرے کہتے ہیں آپ بڑے تنگ نظر ہیں۔ یہاں بلوچ اور پٹھان کو لڑا رہے ہیں۔ تیسرے اس طرح کہتے ہیں کہ آپ کی باتوں میں بغاوت ہے۔ آپ بغاوت کرتے ہیں جب کہ ہم حیوان ہیں کہ ہم آخر کن الفاظ میں فریاد کریں آپ کو اپنے بھائیوں کو یہ فریاد کیسے سنائیں اور آپ دیکھیں اس بحث میں جہاں تک تقسیم ہے وہ غیر متوازن ہے۔ اب تک ڈیولپمنٹ کے لئے جو پیسے ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ بلکہ انیس سو بہتر سے یہ غیر متوازن تقسیم چلی آرہی ہے اور آج تک یہ مسئلہ چل رہا ہے اس کے لئے میں آپ سب سے گزارش کروں گا کہ آئیں ہم اور آپ حقیقت پسند بن کر اس غیر متوازن تقسیم کا کوئی علاج تلاش کریں تاکہ آئندہ اس صوبہ کی ترقی کے لئے ہم لڑ سکیں۔ ایک اور سوال جو یہاں امن و امان کا ہے شاید میں اس کی تفصیل میں نہ جاؤں گا امن و امان کا قیام ہر انسان کا بنیادی حق ہے کہ اس کو تحفظ ملے میں یہ تحفظ چاہتا ہوں۔ اگر ہم دیکھیں گورنمنٹ آف بلوچستان بلکہ

تمام پاکستان میں یہ صرف بلوچستان کی بات نہیں ہے کہ آیا گورنمنٹ آف بلوچستان یہ تحفظ دے سکتی ہے یا نہیں۔ یا ہم اپنا تحفظ کرسکتے ہیں۔ جناب اسپیکر۔ اس ٹائیٹ بجٹ میں ہر ممبر اسمبلی کہتے رہے ہیں کہ اس نیستی میں بھی جیسے کہ روایت بنی ہوئی ہے کہ پنجاب سندھ اور سرحد اسمبلی کے ملازمین کو تنخواہ دی جاتی ہے میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- عبدالحمید خان اچکزئی صاحب۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی و برقیات) :- جناب اسپیکر۔ میرے ساتھی ابھی بول چکے ہیں جن نکات پر ہم نے بولنا تھا وہ بات کرچکے ہیں اب میرے خیال میں مجھے ایک نئی تقریر بنانا پڑے گی لہٰذا میں آپ سے التجا کروں گا کہ مجھے کل تک اجازت دے دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- مولانا عبدالواسع صاحب۔

مولانا عبدالواسع :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (مولانا صاحب نے عربی میں شروعات کیں اور قران پاک کی آیات تلاوت فرمائیں)

جناب اسپیکر صاحب! اور معزز اراکین اسمبلی حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے ساتھیو! آج اس معزز ایوان میں ۹۵ - ۱۹۹۴ء کے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور مجھ سے پہلے بھی کافی ساتھیوں نے اس پر بحث کی۔ جناب والا بجٹ پر بحث کرنے کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ایوان کے جتنے بھی ممبر حضرات ہیں تو اس بحث میں اچھائیاں ہیں تو ان کی تعریف کریں اور خرابیاں ہیں تو ان کی نشاندہی کریں۔

جناب اسپیکر! میں زیادہ لمبی چوڑی تقریر تو نہیں کروں گا لیکن پھر بھی کچھ گزارشات عرض کروں گا اس سے پہلے میرا ارادہ یہ تھا کہ یہ بجٹ غیر متوازن بجٹ ہے اور میں یہ کوشش کروں گا کہ حزب اقتدار والوں سے منوالوں اور ان سے منوانے کی کوشش کروں گا لیکن مجھ سے پہلے جناب ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب نے جو تقریر کی الحمد للہ مجھے اس کوشش اور یہ منوانے سے

فارغ ہوگیا۔ اتنی تکلیف کرنے کی ضرورت تو نہیں پڑی اور ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم نے یہ پہلے کہہ دیا اور آپ لوگوں کے سامنے جو شمالی اور جنوبی علاقے آپ بتا رہے تھے ہم پہلے یہ کہہ چکے ہیں کہ بجٹ متوازن بنانا اور لوگوں کو صحیح حقوق دلانا یہ علاقائیت اور فہم پرستی سے نہیں ہوسکتی ہے بلکہ اگر آپ لوگ بلوچ یا پشتون ہوں جہاں بھی مظلوم عوام ہیں ان کے حقوق دلانے کی کوشش کررہے ہیں تو جمعیت العلماء اسلام کے پلیٹ فارم کے سوا اور کوئی ایسا پلیٹ فارم نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو حقوق دلائیں گے۔ آج بھی میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب نے جو موازانہ پیش کیا اچھا ترتیب دیا میں اس سے خوش ہوگیا۔ انہوں نے کہا ایک طرف تو اٹھارہ ارب روپے اور دوسری طرف ایک ارب روپے تو میں ڈاکٹر صاحب سے اتنا عرض ضرور کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب یہ علاقہ آپ نے کیوں تباہ کردیا جب آپ ان لوگوں کے لئے حق نہیں لاسکتے ہیں اور اپنے ڈیپارٹمنٹ میں بھی دوسروں کے ڈیپارٹمنٹ کو چھوڑیں۔ تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جب آپ حق نہیں دلاسکتے ہیں تو پھر اس حکومت سے دستبردار ہوجائیں۔ آپ ہمارے ساتھ آئیں اور ہماری جماعت کے ساتھ اس غریب اور مظلوم عوام کے حقوق کے لئے لڑیں تاکہ ان مظلوم عوام کو حقوق دلانے کے لئے مل جل کر بیٹھ کر کوشش کریں۔

جناب اسپیکر! دنیا میں جہاں کہیں بھی بجٹ پیش ہوتا ہے بجٹ پیش ہونے کا مقصد اور اس کا ہدف عوامی فلاح و بہبود ہوتی ہے اور عوام کی خواہشات اور ترجیحات کو مدنظر رکھ کر بجٹ بنایا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ حکومت کی بینچوں میں بھی اور حکومت والے بھی اس سے مطمئن نہیں ہیں تو پھر حزب اختلاف والے درکنار وہ کیا مطمئن ہوسکتے ہیں۔ ہمارے پشتو میں جناب اسپیکر صاحب ایک مثال ہے (پشتو کی مثال بیان کی) یعنی بیوہ بھی رو رہی ہے اور خاوند والی بھی رو رہی ہے۔ وہاں وہ بھی رو رہے ہیں ہم تو رونے کا حق تو رکھتے ہیں۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر بحث کروں کہ اتنے ارب اس چیز کے لئے رکھے اتنے ارب اس کے لئے رکھے ہیں اور اتنے کروڑ اس کے لئے رکھے ہیں۔ اس سے پہلے میں حکومت کے

بینچوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ بجٹ ختم کر کے دوبارہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار مل بیٹھ کر ایک متوازی اور عوام کو حقوق دلانے کا بجٹ تیار کریں۔ تاکہ عوام کی خوشحالی اور بہبود کے لئے بجٹ پیش ہو جائے اور اس ایوان میں بہت سی لمبی تقریریں ہو چکی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے ناقص ذہن کے مطابق نہ کسی نے مرض کی نشاندہی کی ہے اور نہ کسی نے مرض کا علاج بتایا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر صاحب اس بجٹ میں شریک نہیں ہیں جو حکومت کے بینچوں کے سنہری آدمی ہیں تو میرے خیال میں اور لوگ بھی اس میں شریک نہیں ہوں گے۔ یہ بجٹ جو بنایا ہوا بجٹ ہے یہ دوسرے سرمایہ دار لوگوں نے بنایا ہے جو اہل بلوچستان پر مسلط رہے ہیں۔ یہ غیر متوازن اور غیر مناسب بجٹ ہے۔ وہ جو بیورو کریٹ کے بینچوں سے اپنی جان چھڑانے کے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے لہٰذا یہ بیورو کریٹس جو عوام کے جذبات سے اور عوام کی خوشحالی سے ان کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ میرے ساتھی بتا رہے تھے کہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی یہ بات آپ کی صحیح ہے کہ گھر میں تو غربت ہے غربت کو تو ہم بھی مانتے ہیں لیکن غریب دوسرے غریب سے پر مستی نہیں کر رہے ہیں۔ دونوں غریب سب مل کر بیٹھیں۔ جو ایک آنہ ہے دو آنے ہیں یا تین آنے ہیں برابری کی بنیاد پر اور مظلومیت کی بنیاد پر اور حقوق رسانی کی بنیاد پر تقسیم ہوں لیکن بیورو کریٹس انہوں نے انہیں آزاد چھوڑا ہوا ہے۔ ترقیاتی بجٹ میں بیورو کریٹس کے سوا کسی کا فائدہ ہے۔ آپ لوگ بتائیں جو حکومت کی بینچوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان بیورو کریٹس کا فائدہ عوامی بجٹ میں ہے۔ بیورو کریٹس کا فائدہ ترقیاتی بجٹ میں ہے۔ اس طرح کے بجٹ میں تو بیورو کریٹس کا فائدہ تو نہیں ہے اگر ہے تو غیر ترقیاتی بجٹ کے نام پر دس ارب روپے اسمبلی کے سامنے پیش کریں۔ اسمبلی کے اندھے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ منظور کرائیں گے اور پھر یہ سارا بجٹ ان کی عیاشیوں کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ ان حکومت کے بینچوں کے لئے نہ ان کے بینچوں کے لئے نہ حزب اختلاف کے لئے نہ عوام کے لئے بلکہ ساری ان کی عیاشیوں کے لئے خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ مرض یہ ہے اس مرض کے علاج کے لئے ملک بیٹھ کر سوچیں اور اگر یہ مرض کا

علاج ہوسکتا ہے۔ اس مرض کے لئے مل بیٹھ کر سوچنا ہے۔ اگر اس مرض کو نکال سکتے ہو تو شاید یہ بجٹ متوازن بھی ہوجائے گا اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اور خوشحالی کے لئے بھی ہوجائے گا۔ اگر یہ مرض نہیں نکال سکتے ہو تو پھر وزیر لیٹیرے ہیں۔ مارشل لاء کے دور میں بھی یہی لوگ بجٹ بنارہے تھے اور غیر جماعتی دور میں بھی یہی لوگ بجٹ بنارہے تھے اور آج جمہوری دور میں اور اس عوامی دور میں بھی یہی لوگ بجٹ بنارہے ہیں۔ لہٰذا بلوچستان کے غیور مسلمانوں نے جتنی بھی قربانیاں جمہوریت کے لئے پیش کی ہیں کوئی دوسرا صوبہ مثال پیش نہیں کرسکتا ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ انکے جذبات کا خیال رکھنا ان معزز اراکین کا فرض بنتا ہے جو یہاں ایوان میں بیٹھے ہیں اور ان بیوروکریٹ کا ہاتھ پکڑیں اور مل بیٹھ کر اپنے اس بجٹ پر از سرنو جائزہ لیں۔ لہٰذا میری یہ تجویز ہے کہ صوبائی بجٹ جو اس ایوان میں پیش ہوا اس کے لئے چودہ ارب یا پندرہ ارب کی بات کل سے ہورہی ہے اس میں دس ارب کی خطیر رقم اس بیوروکریٹ اور افسروں کی عیاشی کے لئے ان کے بچوں اور ان کی عیاشی لے لئے اتنا چھوٹا رقم جو ہمارے ساتھیوں نے جو حساب کیا ہے انہوں نے جو بیرونی امداد اس سے نکال دی جائے پراجیکٹوں سے نکال دی جائے تو اس بلوچستان کیے لئے صرف ایک ارب نوے کروڑ روپے لگ بھگ ہمارے صوبے کے بجٹ سے اور ہماری آمدنی سے ہمارے لئے ہوں گے۔ ہم اس رقم سے کیا کرسکتے ہیں۔ تو پھر آئندہ یہ جمہوریت کے نعرے اور عوام کے حقوق حاصل کرنے کے نعرے یہ مت لگائیں۔ اگر لگائیں گے دو طرف ساتھیوں حزب اقتدار اور حزب اختلاف اپنے صوبے کی آمدن سے ہمارے لئے ایک ارب نوے کروڑ روپے یہ قلیل رقم ہے اس سے ہم کیا کرسکتے ہیں۔ آئندہ یہ عوام کے جمہوریت کے نعرے اور عوام کے لئے جمہوریت حاصل کرنے کے نعرے اور عوام کے حقوق حاصل کرنے کے نعرے یہ مت لگائیں۔ اگر لگائیں گے تو دو طرف ساتھیوں سے۔ میں سارے ایوان کے اکتالیس ساتھیوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ بیوروکریٹ نے وہی پالیسی اختیار کررکھی ہے کہ لڑاؤ حکومت کرو کی پالیسی اپناتے ہیں۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کو آپ میں لڑاتے ہیں اور وہ اپنے

غیر ترقیاتی بجٹ پر عیاشی کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! صوبائی محکمہ جات کی محصولات ہیں مرکزی محکموں پر مولانا باری صاحب نے کل تفصیل سے تقریر کی۔ سردار اختر صاحب نے بھی اور اس کے علاوہ اس طرف کے ساتھیوں نے بھی انہیں جو مرکز سے شکایت تھی اور مرکز اسے جو حقوق حاصل کرنے کے طریقہ کار تھے اس پر کافی ساتھیوں نے بحث کی ہے۔ لیکن اب بھی ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم جاکر مرکز سے پیپلز پارٹی والے ہیں خواہ اس کے اتحاد ہیں خواہ ان کے مخالف ہیں وہ جاکر مرکز میں بلوچستان کے حقوق کے لئے لڑیں۔ مل جل کر لڑیں اور وہاں سے وہ اپنے حقوق منوالیں اور حاصل کرلیں اور وہ اپنے گھر کے لئے لائے اور اس کے علاوہ جو صوبائی محصولات ہیں تقریبا" ان تمیں مدات سے پچاس کروڑ روپے متوقع آمدنی ہے میں اس کے متعلق یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صوبائی وزیر خزانہ کو اس بارے میں کوئی معلومات حاصل ہے کہ یہ کن مدات میں آئیں گے اور کس طرح سے آئیں گے اور کون حاصل کرے گا یہ تو ایک افسر نے لکھا ہوا ہے کہ اتنا متوقع آمدنی ہے اور انہوں نے اس کو یہ بجٹ تقریر میں لکھا اور وزیر صاحب نے پڑھ دیا اور اپنی ذمہ داری کو فارغ کردیا نہ وزیر صاحب کو پتہ ہے۔ حزب اختلاف والوں کو تو بالکل اس کا پتہ نہیں ہے۔ اگر ان مدات کے لئے ایک پارلیمانی کمیٹی قائم ہوجائے۔ حزب اختلاف سے اور حزب اقتدار اور وہ ان مدات کو حاصل کرنے کا از سرنو جائزہ لے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید جیسے مولانا باری صاحب نے کہا ہے کہ یہ پچاس کروڑ سے بڑھ کر آسانی سے چار ارب تک پہنچ سکتی ہے۔ اس سے زیادہ بھی ہوگی۔ کیونکہ اس سے ایک مچال یہ ہے جو پہلے دن ریونیو بورڈ کی جو الاٹمنٹ کی لسٹ پیش ہوئی ہے کوئٹہ ڈویژن کی اور اس سے کوئی اور تو ان پر جتنے بھی پیسے لئے ہیں وہ ایک روپے بھی فٹ تھا تو دو روپے میں بھی فٹ تھا چار روپے بھی فٹ تھا۔ اتنی زمین' بائیس ایکڑ جو بیس ایکڑ۔ ایک آدمی کے لئے الاٹ ہوئی تھی لہذا اگر وہ پیسہ جمع کرے تو پچاس کروڑ روپے سے زائد اس مد میں ہوسکتے ہیں۔ وہ یہ رقم صرف ریونیو میں لے سکتے ہیں۔ لہذا پراپرٹی ٹیکس' ریونیو ٹیکس جو ہے اور جو محصولات ہے اگر اپنے بجٹ پر مضبوط بنانا ہے اور عوام کی خوشحالی کے لئے کام کرنا ہے انکا فرض ہے کہ وہ وہاں

محصولات کی نگرانی کرے اور پارلیمانی کمیٹی اور پارلیمانی کمیٹی تشکیل دے اور اس کی وہ نگرانی کرے۔

جناب اسپیکر صاحب! وہ جس تیس مدات میں صوبائی حکومت کو محصول حاصل ہو رہے ہیں اس میں آٹھ لاکھ روپے کی رقم سود کی ہے۔ وہ لعنت جو اللہ اور اللہ کے رسول کے خلاف جنگ ہے۔ لہٰذا میں یہ سب ساتھیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ آٹھ لاکھ کیا رقم ہے کوئی چھوٹا سا رقم ہے اس کے لئے کیوں پورا صوبہ اللہ کے خلاف جنگ کے لئے تیار کریں گے۔ لہٰذا آج یہ ایوان فیصلہ کرے کہ اس کو ہم بجٹ سے نکال دیں گے اگر وہ نہیں نکالیں گے تو میں یہ قربانی دینے کے لئے تیار ہوں کہ میں یہ آٹھ لاکھ روپے میں اپنے ایم پی اے فنڈ سے دے دوں گا۔

اس صوبے کو اللہ کی جنگ کے لئے تیار مت کرو۔ اللہ کی راہ کے لئے تیار کرو۔ لہٰذا میں سب ساتھیوں سے گزارش کرتاہوں کہ وہ اس آٹھ لاکھ کو نکال دیں۔ اور اگر آپ اس صوبے کے لئے کچھ نہیں کرتے ہیں۔ سارا صوبہ اللہ کی جنگ کے لئے تیار ہو رہا ہے جناب اسپیکر صاحب اس کے متعلق صوبائی محصولات سے آٹھ لاکھ روپے قرطاس ابیض میں لکھا ہوا ہے جو ہمارے اختیار میں ہے اور جو ہمارے اختیار میں نہیں ہے وہ مرکزی حکومت کے اختیار میں ہے وہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے جو ہمارے بس کی ہے وہ آٹھ لاکھ روپے اس سے نکالئے جائیں۔

(آواز :- جیب سے دے دیں)

جناب اسپیکر صاحب! محصولات کے طریقہ کار بھی اس سے کچھ مختلف ہے اس سے براہ راست انسانوں کا تعلق ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- قاعدہ ۲۲۲ کے تحت کسی ممبر کی تقریر کے دوران مداخلت نہ ہو اسی شق کے تحت کوئی بھی ممبر اسپیکر صاحب سے مخاطب ہو کر بات نہیں کر سکتا ہے۔

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر صاحب۔ محصولات سے جن سے عام آدمی کا واسطہ پڑتا ہے اس کو آمدن کا ذریعہ بنایا جارہا ہے اور چند ایسے محکمے ہیں جیسا کہ محکمہ تعلیم۔ محکمہ انصاف اور یہ محکمہ صنعت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ دوسرے محکموں سے تو ضرور محصولات حاصل کریں لیکن تینوں محکموں سے محصولات بالکل حاصل نہ کریں کیونکہ اگر محکمہ انصاف سے بھی ٹیکس حاصل کرنے کی کوشش کریں تو عام آدمی کے لئے انصاف ناممکن اور مشکل بنادیا جائے گا اور اس طرح محکمہ تعلیم ہو یا محکمہ صنعت سے محصولات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو یہ براہ راست عوام سے جو تعلق رکھتا ہے اور یہ جو محکمے ہیں انسانیت کی خدمت کے لئے ہیں لہٰذا ان تین محکموں پر جو ٹیکس ہے اور اس پر جو ٹیکس لگایا جارہا ہے اس کو ختم کردیں اور دوسرے ایسے محکمے پر یہ بوجھ ڈالا جائے جو عیاشی اور بدمعاشی اور عیاشی کررہے ہیں۔ ان پر یہ ٹیکس لگایا جائے۔ تو پھر ان کی یہ کمی کو پورا کیا جائے۔

جناب والا! اب میں چند گزارشات پی ایچ ای کے بارے میں بھی کروں گا۔

جناب اسپیکر آپ اگر کچھ پی ایچ ای پر کا جائزہ لے لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ وہ محکمہ مواصلات کے بارے میں بنظر غائر جائزہ لیں۔ نظر ڈالی جائے تو یہ بات روشن ہوجائے گی کہ حزب اقتدار نے اپنے شاہانہ انداز سے حزب اختلاف کو بری طرح سے نظرانداز کیا ہوا ہے۔ مثلاً میرے اپنے حلقہ قلعہ سیف اللہ کے ۹۵-۱۹۹۴ء کی اسکیموں پر عمل درآمد روک دیا گیا ہے اور ۹۴-۱۹۹۵ء میں جاری اسکیموں کے لئے ایک روپیہ بھی مختص نہیں کیا گیا جیسا کہ شنکی پل ہے۔ اس شنکی پل کا کل تخمینہ لاگت اے سی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۳۵ لاکھ کے قریب تھا پی اینڈ ڈی والوں نے بھی وعدہ کیا تھا کہ اس پل کا ۳۵ لاکھ کا کل اسٹیمٹ تھا۔ ۱۲ لاکھ روپے اس پر خرچ بھی ہوچکا ہے۔ اب ۹۴-۱۹۹۵ء میں اس کے لئے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا ہے۔ لہٰذا یہ حکومت کے پیسہ اور بیت المال کا پیسہ ضائع ہونے کے علاوہ یہ کیا چیز ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں ہے اور اس طرح کنچو نشتو روڈ جس کی تکمیل کے لئے صرف سات لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے پی لئے پی اینڈ ڈی نے وعدہ بھی کر رکھا تھا مگر

اس کو بھی ۹۴۔۱۹۹۵ء بجٹ سے باہر رکھا گیا ہے اور کنچوغ روڈ کے لئے وعدہ کے باوجود کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ یہ سیاسی بلیک میلنگ نہیں تو اور کیا چیز ہے۔ لیکن اگر اس محکمہ مواصلات نے جتنے پی اینڈ ڈی نے روڈوں کے لئے دیا ہے۔ زیارت سنجاوی روڈ کچھ کام نہیں ہوا ہے۔ پشین ڈمپ روڈ ۲۲ فیصد کام ہوچکا ہے بقایا کام روک دیا گیا ہے۔ پشین سے سرانان روڈ ۲۲ فیصد کام ہوچکا ہے۔ ژدبب گل کچھ روڈ پر کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ زیارت موڑ موڑ تا مسلم باغ کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ گلستان تا گلنگی روڈ کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ چونکہ ان حلقوں میں حکمران جماعت کو بری طرح سے شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اگر محکمہ مواصلات کو دیکھا جائے تو صرف نواب ذوالفقار علی مگسی جو ایک آزاد حیثیت سے منتخب ہوئے ہیں اور آزاد حیثیت سے اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں کیا ان کا کوئی نہ سیاسی قوت رکھتا ہے۔ نہ سیاسی جماعت رکھتا ہے۔ ایک آزاد حیثیت سے وہ بھی ایک رکن ہے جیسے کہ اور حضرات۔ لیکن صرف محکمہ مواصلات میں ذوالفقار علی مگسی کی روڈ کے لئے گنجائش ہے اور کسی روڈ کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے نہ کوئی ضرورت ہے۔ یہ غیر متوازن بجٹ نہیں ہے اور غیر منصفانہ بجٹ نہیں ہے تو اور کیا چیز ہے۔ فارم ٹو مارکیٹ پر جو خطیر رقم خرچ کی جارہی ہے اس کے مقام کی کوئی نشان دہی نہیں ہے یعنی ۱۲۱ ملین روپے اس کے لئے رکھے گئے ہیں خرچ کئے جارہے ہیں لیکن اس کے لئے کسی جگہ کی نشانہ دہی نہیں ہے اور اسی طرح پٹ فیڈر جو محکمہ زراعت میں ہے ان کے لئے گیارہ ارب روپے کی رقم مختص ہے ایک ارب سے بڑھ کر رقم مختص کی گئی ہے مگر یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ پٹ فیڈر کہاں ہے۔ ایکپٹ فیڈر تو ہم نے سنا ہے کہ محکمہ آبپاشی اس پر کام کررہا ہے۔ وہ محکمہ آبپاشی کا جس کو پٹ فیڈر کینال کہتے ہیں۔ اگر محکمہ اریگیشن والی پٹ فیڈر ہے تو محکمہ زراعت سے کیا تعلق ہے۔ اگر محکمہ زراعت کا اپنا پٹ فیڈر ہے وہ جگہ بتائیں کہ وہ کہاں واقع ہے۔ کیا فی الواقع اس پر کام کی ضرورت ۔ہے یا کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب اسپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اسی طرح مشتے نمونہ از خروارے اس طرح کئی

اور مثالیں بھی ہیں۔ کئی کام بھی ہے۔ لہٰذا میں آخر میں یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس بجٹ پر نظر ثانی کی جائے اور یہ بجٹ ختم کرکے ایک نیا متوازن بجٹ عوام کی امنگوں کے مطابق نہ کہ بیوروکریٹ کی امنگوں کے مطابق بجٹ پیش کریں تاکہ عوامی حکومت اور مارشل لاء حکومت اور غیر جماعتی حکومت کے درمیان یہ فرق ہوجائے اور آخر میں' میں اسمبلی کے ملازمین کی بونس تنخواہ دینے کے لئے گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح پہلے ان کو تنخواہ دیتے رہے تھے اس مرتبہ بھی ایک ماہ کی تنخواہ بھی دی جائے۔ والسلام۔ شکریہ

وآخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- جناب محمد اکرم بلوچ صاحب۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر کھیل و ثقافت) :- جناب اسپیکر میں نے اس بحث میں اپنا نام نہیں لکھوایا تھا چونکہ میرے معزز اراکین اسمبلی نے کافی اس بحث میں حصہ لیا۔ لیکن بجٹ کے جو مثبت پہلو ہیں ان کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں مختصراً" ان پر روشنی ڈالوں۔ جناب اسپیکر' بجٹ ۹۵۔۱۹۹۴ء پیش ہوا جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان پاکستان میں سب سے بڑا صوبہ ہے اور بہت دور دراز علاقے پر پھیلا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر بلوچستان کی پسماندگی کی بات تو ہم کرتے ہیں جب بلوچستان کی پسماندگی کی بات آتی ہے تو ذہن میں آتا ہے کہ کاش یہ ملک معرض وجود میں آنے کے بعد بلوچستان چونکہ صدیوں پسماندہ رہا تھا اور پسماندہ تھا جب اس صوبے کو عملاً اس ملک کے ساتھ شامل کیا گیا چاہئے تو یہ تھا کہ بلوچستان کو ایک پراجیکٹ ایریا قرار دیا جاتا تاکہ بلوچستان جو کہ آدھا پاکستان ہے ظاہر ہے اس کی لمبی چوڑی شاہراہیں ہیں' آٹھ سو ساحل سمندر ہیں اور بہت سے ہمارے دریا ہیں' ندیاں ہیں اور اسی طرح تعلیمی لحاظ سے صحت ہر لحاظ سے دیکھا جائے تو پسماندہ تھا لیکن اس وقت کے حکمرانوں نے اس پسماندگی کو ایک ایسی حکمت عملی نہیں بنائی جو کہ پسماندہ صوبہ ترقی کرسکے۔ باقی ماندہ ملک کے ساتھ برابر اس کی ترقی ہوسکے۔ بہرحال یہ پسماندگی شروع سے چلی

آرہی ہے۔ اب اگر ہم اس بجٹ جو بلوچستان ۱۹۷۰ء میں جو کہ صوبائی اسمبلی کی حیثیت کا درجہ دیا گیا ۱۹۷۰ء سے لے کر اب تک اگر ہم اس بجٹ کا موازنہ کریں اور دیکھیں ان کو پرکھیں تو میں سمجھتا ہوں اب بھی کئی صدیاں درکار ہیں بلوچستان کی ترقی یہ صوبائی بجٹ سے ناممکن ہے۔ اگر رویہ اسی طرح رہا کہ تقسیم فنڈ آبادی کی بنیاد پر ہیں ملا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پسماندگی کئی صدیوں تک اور جائے گا۔ جب تک صوبائی حکومت بلوچستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے خصوصی فنڈ مختص نہ کرے۔ شاید ہماری یہ پسماندگی اور یہ بدحالی اور یہ مصیبتیں اور بھی ہمیں دور لے جائیں گی اور یہ نفرتیں اور تعصب' میں نہیں سمجھتا کہ ماضی کے حکمرانوں نے اگر ہم ذرا تاریخ پر نظر ڈالیں شاید حکومت برطانیہ نے اس وقت جو کہ زار روس تھا اس کو اس لیے فوجی علاقہ قرار دیا تھا اسی طرح جب ایک سپرپاور امریکہ ایک سپرپاور تھا اس نے بھی اس علاقے کو بلوچستان کو خصوصا" اپنا اس فوجی حکمت عملی کے لحاظ سے بڑا اہم تھا لیکن اقتصادی لحاظ سے اس کو نظرانداز کیا گیا اور بلوچستان کے باسیوں کو ہر وقت اس کی اسٹیٹ State اور ملک دشمن کے لیبل لگاتے رہے۔ اب چونکہ حالات بدل گئے ہیں دنیا کافی تبدیل ہو چکا ہے اب چاہئے تو یہ کہ ہم سب بھائی بھائی بن کر چھوٹے اور بڑے نہیں بلکہ اس ملک میں سب بھائی کی حیثیت سے ان کی ترقی ہونی چاہئے۔ جناب اسپیکر اگر ہم اپنے بلوچستان کے سابق حکومت کے بجٹ اور اس کی حکمت عملی کا جائزہ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت نہیں بلکہ سابق حکومت کی غلط حکمت عملیوں اور غلط توجیحات اور غیرذمہ دارانہ اخراجات کی وجہ سے موجودہ حکومت بجٹ توازن اور غیرپیداواری اخراجات کو کم کرنا پڑ رہا ہے جو کہ سابق حکومت کی غلط حکمت عملی کی وجہ سے آج ہم پریشان ہیں۔ جناب والا ہم نے کافی کوشش کی کہ جو موجودہ بجٹ ہے اس کو ذرا متوازن بنائیں۔ یہ قراردادوں میں نہیں جناب مولانا صاحب یہ ہمارے حکومت کے ملازمین نے اس بجٹ کو بنایا ہے۔ کافی کوشش کے باوجود اس موجودہ بجٹ میں جو مثبت پہلو ہے جو میں سمجھتا ہوں ایک جو غیرپیداوار اخراجات کو کم کرنے کے لئے پجارو لینڈ کروزر مرسڈیز گاڑیوں اور ایئرکنڈیشنوں کی خریداری پر مکمل پابندی لگادی ہے یہ ایک

مثبت اور غیر پیداواری اخراجات میں کمی ہے۔ جناب اسپیکر دوسرا جو غیر پیداواری مدوہ ہے وزیر ایم پی اے ملازمین اور افسران جو کہ بیرون ملک علاج کی غرض سے جاتے ہیں جس سے بجٹ پر بھاری بوجھ تھا۔ بجٹ پہ کافی خرچہ ہوتا تھا اس پر بھی پابندی لگادی گئی ہے۔ جناب اسپیکر اس طرح اور بھی ہمارے جو غیر پیداواری بجٹ ہے اس پر بھی پورے سال بحث ہوسکتی ہے۔ اس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ اپنی غیر پیداواری اخراجات پر نظر بھی ہم رکھتے ہیں۔ اسی طرح کچھ مثبت پہلو ہمارے اس بجٹ میں' میں جو دیکھتا ہوں وہ ہے صحت کے معاملے میں سیکنڈ فیملی ہیلتھ پروجیکٹ بہت اچھا پروجیکٹ ہے۔ دوسرا پاکستان ہیلتھ لیبر پروجیکٹ' تیسرا کوئٹہ میں دو سو بستروں کا ایک ہسپتال جو کہ زیر تعمیر کیا جائے گا جو کہ اس کا اخراجات متحدہ عرب امارات برداشت کریں گے اور اس طرح بچوں کے لئے ایک ہسپتال کا کام ہورہا ہے جاری ہے۔ اسی طرح تعلیم جب ہم تعلیم پر نظر دوڑاتے ہیں تو دیکھتے ہیں ایجوکیشن فاؤنڈیشن جو میں سمجھتا ہوں بہت ہی ایک اچھی مثبت ہمارے بجٹ کا جو حصہ ہے جس میں for protection private sector. Education Foundation has been established of education in یہ ایک پرائیویٹ سیکٹر میں ایک بہت ہی اہم ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا جو قیام ہے میں سمجھتا ہوں یہ بہت ایک بہت اچھا مثبت ہمارے بجٹ میں ہے۔ اسی طرح ایجوکیشن جس کی بہت بلوچستان میں ضرورت ہے میں سمجھتا ہوں جس پر ترجیح ہم دیتے ہیں وہ ہے ایجوکیشن اسی طرح پرائمری شعبہ کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ اسی طرح ایجوکیشن میں پرائمری شعبہ کو اولیت دی گئی ہے۔ اس سال تین سو پرائمری اسکولز بارہ مڈل اور ایک سو پچاس پرائمری اسکولوں کی بلڈنگ' تین سو اضافی کمروں کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ جس طرح محدود چھوٹا سا بجٹ ہے اس میں دو ہزار ایک سو ملازمین' ہمارے اپوزیشن کے اکثر اراکین کہہ رہے ہیں کہ غیر پیداواری اخراجات کا بڑا بوجھ ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے بھی دو ہزار ایک سو روزگار کے مواقع رکھیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ روزگار کا مسئلہ بہت سنگین ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم صوبے کے محدود وسائل میں بلوچستان کے لئے بے روزگاری کو ختم نہیں کرسکتے۔ جب

تک مرکزی حکومت تعاون نہ کرے جو وفاقی اداروں میں کارپوریشنز وغیرہ میں بلوچستان کے روزگار کا کوٹہ ہے اور آئین میں ہمارے جو حقوق متعین ہیں ان کو دے دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ بلوچستان میں کوئی گریجویٹ بے روزگار ہوتا۔ اس سلسلے میں ہماری پارٹی نے اس مسئلے کو سنجیدگی سے اٹھایا ہے اور ہماری پارٹی کے سربراہ محترم ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نے حال ہی میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ سے ملاقات کی اور بلوچستان کے جتنے بھی مسائل تھے۔ بے روزگاری، صحت، تعلیم، ہائی وے روڈز وغیرہ یا بڑے ڈیم۔ ان تمام مسائل پر تفصیلاً گفت و شنید کی۔ صوبائی سطح پر ہم بے روزگاری کو پرائیویٹ سیکٹر کے بغیر ختم نہیں کرسکتے۔ ہماری گورنمنٹ نے اس سلسلے کو سنجیدگی سے لیا ہے اور انہوں نے بہت سے علاقوں ڈویژن یا ڈسٹرکٹ سطح پر جیسے کہ حب اور گڈانی کے علاقے کو صنعتی علاقہ قرار دیا گیا ہے اور ان کو تمام سہولتیں دی جارہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگوں کو روزگار دلانے میں صنعت کے سیکٹر کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ جناب اسپیکر ہمارے معزز رکن کلیم اللہ صاحب نے کہا کہ ماضی میں پچھلے تیرہ چودہ سال سے ہمارے ساتھ ناانصافیاں کی جاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافیاں سابق حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے نہ صرف آپ لوگوں کے ساتھ بلکہ ہمارے ساتھ بھی ہوتی آرہی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ ناانصافیاں صوبائی حکومت نے کی ہیں۔ لیکن جہاں تک مختلف پراجیکٹس کی بات ہے جس طرح معزز رکن نے ان کی نشاندہی کی۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ دانستہ طور پر صوبائی حکومتوں کے ان علاقوں میں یہ پراجیکٹس لئے گئے ہیں۔ جہاں تک سینڈک کا منصوبہ ہے یہ وفاقی حکومت کا ہے۔ ظاہر ہے پراجیکٹس وہاں بنتے ہیں جہاں سے انہیں آمدنی حاصل ہونے کی امید ہو۔ اسی طرح گوادر ڈیپ پورٹ Deep Port ہے۔ ظاہر ہے کہ سی پورٹ Sea Port وہاں بنتا ہے جہاں ساحل سمندر ہو۔ چاہئے تو تھا یہ بہت پہلے بنتا لیکن سینتالیس سال گزرنے کے بعد اب مرکزی حکومت نے ایک پورٹ بنانے کا ارادہ کیا۔ ہم دنیا کے دیگر ممالک کو دیکھتے ہیں تو ایک شہر کے آس پاس کئی پورٹ بنیں ہوتے ہیں۔ جس سے ان ممالک کی اقتصادی ترقی پر مثبت اثرات مرتب

ہوتے ہیں۔ پورٹ اکنامیکلی ایکیوٹر کے لئے بہت ضروری ہے۔ جہاں لوگ بستے ہیں نا صرف ان کے لئے بلکہ پورے ملک کے اور بالخصوص صوبے کے لئے۔ یہ ایک بہت ہی سودمند اور پائیدار ہوسکتا ہے۔ ظاہر ہے اس سے جو آمدنی حاصل ہوگی وہ نہ صرف گوادر کے لوگوں کے فلاح و بہبود پر خرچ ہوگا بلکہ پورے صوبے کے لوگوں کی اجتماعی مفادات کے لئے خرچ ہوگا۔ جس طرح سوئی گیس ہے ہماری بیشتر آمدنی سوئی گیس سے مل رہی ہے اور اس آمدنی سے پورے بلوچستان کی ترقی کے لئے جو تھوڑا بہت ہو رہا ہے وہ اسی گیس کی بدولت ہو رہا ہے۔ جس طرح جب بجلی گھر ہے یہ ایک پرائیویٹ سیکٹر ہے میں سمجھتا ہوں پرائیویٹ سیکٹر دیکھتا ہے کہ جہاں آبادی زیادہ ہے اور اس سے آمدنی حاصل ہونے کا امکان ہے۔ وہ نہ صرف بلوچستان کے لئے بلکہ ان کی نظر کراچی میٹروپولیٹن شہر ہے ان پر ان کی نظریں ہیں یہ وہاں کے لئے بنایا گیا ہے اگر اس سے فائدہ ہوتا ہے تھوڑا بہت تو ہم سب سے استفادہ کرتے ہیں۔ معزز رکن نے ڈیم کی بات کی جہاں تک میرانی ڈیم کی بات ہے ابھی کا پراجیکٹ نہیں کئی سالوں سے ذکر ہو رہا ہے۔ اب تو اس کا ذکر ہم سن سن کو خود مایوس ہوگئے ہیں کہ اب یہ ڈیک نہیں بنے گا۔ کیونکہ اس سے پہلے اس کا تخمینہ پچاس کروڑ تھا اب اس پر سات ارب خرچ ہونے کی بات ہو رہی ہے۔ اگر ہمارے پشتون بھائیوں کے علاقے میں کوئی ڈیم ہے تو ہم کبھی بھی اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ نہ ہم نے وفاقی حکومت کو مجبور کیا ہے کہ جی یہ مخصوص پراجیکٹس ہیں اس کو بلوچ علاقوں میں لگایا جائے۔ اسی طرح پٹ فیڈر کنیال کی بات ہوتی ہے۔ سندھ سے نزدیک یہی علاقہ ہے نصیر آباد ہے جہاں یہ پانی پہنچ سکتی ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ناانصافیاں نہ صرف ہماری حکومت نے یا سابقہ حکومتوں نے کی۔ بلکہ اس کی وجہ مرکزی حکومت سی محدود فنڈز ملنے کی وجہ ہے۔ جس پر ہمیشہ کھینچا تانی ہے۔ ظاہر ہے تھوڑے سے فنڈ سے ہم آدھے پاکستان پر پھیلی ہوئی آبادی کو ترقی نہیں دے سکتے۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ اس اسمبلی کے تمام اراکین مل کر وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ وہ بلوچستان کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے کوئی اسپیشل فنڈز مختص کریں۔ تاکہ یہ ترقی کر کے دوسرے صوبوں کے برابر

آسکے۔ جہاں تک بلوچستان کے مجموعی علاقوں کی ترقی کا موازنہ کریں تو بلوچ علاقے بہت سے ابھی تک بہت پسماندہ ہیں جہاں کوئی روڈ نظر نہیں آتا اور اس سلسلے میں کہوں کہ ہمارے پشتون بھائی خوش قسمت ہے۔ وہاں روڈ وغیرہ زیادہ نظر آئے گا یا بجلی کی بات ہے وہاں پر بجلی نسبتاً" بلوچ علاقوں کے بہت پہلے پہنچ چکا ہے۔ لیکن ہمارے بیشتر علاقے بجلی جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ اسی طرح اگر زراعت کو دیکھا جائے نصیر آباد کو چھوڑ کر باقی بلوچ علاقوں کو دیکھ لیں اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ کوئی ڈیم نہیں بنا۔ دوسری شمالی بلوچستان کے علاقے سرسبز و شاداب ہیں۔ اگر پورے بلوچستان پر نظر دوڑائی جائے جیونی سے لے کر ژوب تک پورا بلوچستان پسماندہ ہے۔ اس پسماندگی کو دور کرنے کے لئے ہم سب کو مل کر اس اس کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ یہ پسماندگی صوبائی وسائل سے حل نہیں ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے حقوق کے لئے وفاقی حکومت سے لڑنا ہوگا۔ میں اپنی تقریر انہی الفاظ کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہوں اور وزیر خزانہ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہماری بلوچستان صوبائی اسمبلی کی لائبریریوں کے لئے ایک لاکھ روپے رکھا گیا ہے۔ بقول لائبریرین اس میں سے 85 پچاسی ہزار روپے اخباروں کے لئے خرچ ہوتے ہیں۔ باقی پندرہ ہزار روپے بچ جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ لائبریری کی فنڈ کو ایک لاکھ سے بڑھا کر ڈیڑھ لاکھ کی جائے تاکہ سال میں کرنٹ اشو پر ایک آدھ کتابیں خریدی جاسکیں اور آخر میں گزارش کروں گا کہ ہر بجٹ اجلاس کے اختتام پر اسمبلی کے ملازموں کو ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر بونس دی جاتی ہے۔ لہٰذا اسمبلی کے ملازمین کو ایک ماہ کی بونس تنخواہ دی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- میر عبدالنبی جمالی صاحب۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب معزز ممبران اسمبلی اور معزز مہمان جو بیٹھے ہیں السلام علیکم! جناب اسپیکر میں آپ کا نہایت ہی شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اس بجٹ پر

اپنے خیالات کا اظہار کرسکوں۔ جناب والا اصل میں، میں نے جو بھی تقریریں سنی ہیں اور جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کا سرسری تجزیہ کیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اس ملک کی بدقسمتی یہ تھی کہ قائداعظم محمد علی جناح نے یہ ملک بنایا انہوں نے لوگوں کے ساتھ وعدے کئے اور وہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکے۔ اس فانی دنیا سے وہ چلے گئے۔ اگر وہ چلے نہ جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ باتیں جو ہم یہاں کررہے ہیں بجٹ پر یا غربت پر یا ایک دوسرے پر تنقید یہ نہ ہوتیں۔ لیکن ہم سارے چاہے کسی بھی صوبے والے ہوں اکٹھے بھائی کی حیثیت سے ہم رہ سکتے تھے۔ بنیادی بات یہ ہوئی کہ ایک باپ کے پانچ بیٹوں کی حیثیت سے ہم ایک گھر بنا کر رہنے لگے لیکن بدقسمتی سے ایک بھائی کو ہم سے جدا کردیا گیا اور ہم کو دو یونٹ میں تقسیم کیا گیا اور دو یونٹ میں اس لئے تقسیم کیا گیا تاکہ معیشت کو اس طریقے سے تقسیم کیا جائے کہ برابر کے حصے ہوں حالانکہ ہم کم آبادی میں تھے اور وہ زیادہ آبادی میں تھے تو اس کی طرف زیادہ نہ جائیں اسی بات پر ہم جدا ہوئے۔ باقی چار بھائی بچ گئے بڑے بھائی کی اولاد بھی بہت زیادہ ہوگئی اور چھوٹے بھائیوں نے دیر سے شادی کی تھی آبادی کم ہوگئی پھر ایک سازش ہوئی کہ اس صوبے کو وینگز پے نہیں بلکہ پاپولیشن بیسز پہ تقسیم کیا جائے تو اس سے یہ معیشت کی زد ہم لوگوں پہ پڑی کیونکہ ہماری آبادی سب سے کم تھی اور اس بات کو انہوں نے سازش کرکے وہ کیا گیا۔

مسٹر عبیداللہ بابت (وزیر) :- جناب اسپیکر صاحب صحافی حضرات میں سے کوئی نہیں بیٹھا ہے سارے نکل گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- میں صحافی حضرات کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا کہ وہ کہیں بھی بیٹھے ہوئے ہوں تو فوراً گیلری میں آجائیں۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) :- جناب عالی بات یہ ہوئی اس کے بعد پھر سلسلہ آیا مارشل لاء وغیرہ چلتا رہا۔ کچھ لوگ ہمارے نمائندے یہاں کے ڈیمانڈ کرتے رہے کہ ون

یونٹ توڑا جائے۔ حقوق بحال کئے جائیں اور ہر صوبے کو برابر کے حقوق دیئے جائیں لیکن یہ بات کامیاب نہیں ہوئی اس کے بعد جب سنیٹ بنی تو سنیٹ میں بھی ہمارے لیڈروں نے دوسرے لیڈروں نے جو پاکستان پرست تھے انہوں نے گزارش کی کہ کم از کم اگر آپ ہمیں اپنا حق نہیں دیتے آپ پاپولیشن بیسز Population Basis پر جارہے ہیں تو آپ سنیٹ میں بجٹ کو بھی لاتا اور اس پہ بحث کیا جائے تب بھی یہ بات قبول نہیں کی گئی اور اس لئے آج ہم اس کرائیسس Crisis میں ہیں۔ اگر اس وقت حل کیا جاتا اور ہر صوبے کو حقوق دیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا صوبہ اتنی غربت میں مبتلا نہ ہوتا اور آج ہمارے بھائی جو ہیں وہ ایک دوسرے سے شکایتیں نہیں کرتے یا یہ نہیں کہتے کہ یہ بجٹ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بعد آخر میں پھر ایک اور کیل ہماری پیٹھ میں ٹھونک دی گئی۔ سوئی گیس ہے اسے ہمارے لئے پانچ روپے رکھی گئی ہے اور مزید پیسہ سینٹرل کے لئے رکھا۔ آج اسی پہ بھی ہمارے ساتھی اس پہ بات کررہے تھے یہ کیوں دیا گیا ہے ہم ان کے ساتھ ہیں ہم ان کے ساتھ مل کر کوشش کریں گے کہ ہمیں صحیح پیسہ ملے۔ اگر آج ہمیں صحیح پیسہ ملتا ہے تو نہ آپ کا کوئی روڈ کچا رہے گا نہ آپ کی واٹر سپلائی اسکیم نامکمل ہوگی' نہ کوئی بیوروکریٹ کو Critcise کرے گا جو کچھ Critcise کے لائق بھی ہے اور نہ ہی ہم ایک دوسرے سے شمالی اور جنوبی کی باتیں کریں گے۔ اگر جنوب میں ہے قدرت نے سمندر دی ہے۔ ہمارے بھائی ہیں ہمارے جگر ہیں کبھی بھی ان سے جدا نہیں ہوسکتے اور اگر کوئی زرعی علاقہ دیا ہے تو دریا ادھر سے نزدیک ہے۔ ادھر سے پانی آسکتا تھا ہم یہی کوشش کریں گے کہ اگر پیچھے پہاڑوں کو کاٹ کرکے یہاں نہ رلگ جائے تو ہماری اس سے زیادہ خوشی اور کوئی نہ ہوگی تو بنیادی بات یہ ہے کہ ہمیں سینٹرل سے کچھ نہیں مل رہا ہے اور ابھی اگر سینٹرل پیسہ جمع کررہی ہے تو پھر وہ اپنے آدمیوں کو دے رہی ہے کہ ان کے آدمی وہاں جاکر کے پروجیکٹ لگائے تو میں گزارش یہی کروں گا سینٹرل گورنمنٹ سے بھی کہ جناب آپ نے کوئی شہر نہیں جیتا الیکشن میں بلکہ اپنا رول ایریا جیتا ہے اور رول ایریا کے لوگ جو ہیں زراعت کے لوگ ہیں۔ آج ٹیکس ان پر لگارہے ہیں اور وہ ہم لوگوں

سے ٹیکس وصول کرکے آپ اپنی اسکیم بنا رہے ہیں تو خدارا وہ پیسے بجائے تقسیم کرکے اپنے آدمیوں میں آپ صوبوں میں تقسیم کریں اور جو غریب صوبہ ہے ان کو زیادہ دیں تاکہ ان کے پروجیکٹ چل سکے اور بھائی دوسرے بھائی کو نہ برا کہہ سکیں اور نہ بھلا کہہ سکیں۔ جیسا کہ ہمارے مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ ایک جھل مگسی کی سڑک بن رہی ہے۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ اگر جھل مگسی کی سڑک نہیں بنے گی تو دو دو مہینے یہ سڑک بارش میں بند رہے گی۔ میرے بھائی آپ کا علاقہ بجری کا علاقہ ہے۔ پہاڑی علاقہ ہے۔ وہاں اگر بارش ہوتی ہے تو ایک دن میں راستہ کھل جاتا ہے۔ لیکن ہمارے علاقے میں اگر بارش ہوتی ہی تو پندرہ یا بیس دن وہ علاقے ایک دوسرے سے کٹ جاتے ہیں تو یہ ناراضگیاں تھوڑی ایک دوسرے پر تنقید جو ہے یہ اس لئے ہیں کہ ہمیں اصلی حق نہیں ملا ہمارے لیڈر چیختے رہے جیلوں میں پڑے رہے' پھانسیوں پر چڑھتے رہے لیکن آج تک کسی نے نہیں سنا تو میں یہی گزارش کروں گا مولوی صاحبان سے بھی کہ آپ چاہتے ہیں کہ مل بیٹھ کر یہ بجٹ جو ہے یہ آج کی نہیں ہے یہ سال کی بجٹ ہے۔ کل بھی بیٹھ کر ہمارے ساتھ اس کو ہم ریوائز بجٹ کرسکتے ہیں۔ اس پر نظرثانی کرسکتے ہیں۔ اس کو ہر چیز کرسکتے ہیں۔ ہمارے صوبے میں ایک روایت ہے جو کسی صوبے میں اس وقت نہیں ہے اور یہ اللہ کی دنیا ہے اور اللہ کی مہربانی ہے کہ ہم جتنے بھی ہیں چاہے اپوزیشن ہے چاہے ٹریژری بینچز ہے چاہئے نیوٹرل Neutral ہے وہ سب ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ہم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہم میں اتنا بھائی چارہ ہے اتنی محبت ہے اتنی دوستی ہے کہ مل بیٹھ کر یہ باتیں کرسکتے ہیں۔ کچھ بھائی ایسے ہیں کہ ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تنقید کرنا ایک چھوٹے بھائی پر ایک بڑے بزرگ کو ایک بڑے علام کو ایک لیڈر کو جو اپنے گروپ کا پارلیمانی لیڈر بھی ہو وہ کسی چھوٹے پر تنقید کررہے ہیں کیا یہ مناسب ہے؟ آپ کو یہی چاہئے تھا کہ آپ اٹھ کر اسکو کچھ کہہ دیتے کہ جی میں اس بات کو واپس لے لیتا ہوں اور اس کو ختم کیا جائے۔ کیونکہ ہم میں بھائی چارہ ہے۔ دوستی ہے' ہم ایک گھر کے بندے ہیں۔ ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جناب میں نے صرف تجزیہ کیا ہے کہ

ہماری کمزوریوں کی وجہ سے کہ ہم اکٹھے نہیں ہیں۔ پہلے تو ہم جا کر کے اپنا حق لے سکیں۔ اگر ہم اکٹھے ہو جائیں جیسا کہ اپوزیشن لیڈر کہہ رہے ہیں ہمارے بھائی سلیم صاحب نے فرمایا ہمارے دوستوں نے یہاں فرمایا وہ دن دور نہیں کہ بلوچستان کے لئے ہم سب کچھ کرسکیں گے اور یہاں سب سے بڑا مسئلہ ہے معیشت کا۔ معیشت ہے پیسہ' پیسہ ہے بجٹ اور بجٹ ہے غربت کو دور کرنا۔ جب تک ان چیزوں پر مل جل کر وہی حق لینا ہے۔ آپ دیکھیں ہماری معدنیات ہیں ابھی جیسے فرمایا گیا سینڈک' سینڈک ایک پراجیکٹ ہے وہاں سروے ہوئی وہاں یہ چیز نکلی۔ اگر آپ کے علاقے میں نکلتی کیا ہم اس کو کہتے کہ ادھر کو نکلے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کرے کہ آپ کے علاقے میں سونا نکلے۔

میں سمجھتا ہوں بلوچستان ترقی نہیں کرے گا اور ہمیں مل کر وہی حل لینا ہے اب آپ دیکھیں ہمارے معدنیات جو ہیں اگر وہ صرف پراجیکٹ ہمیں دیئے جائیں تو آپ کا ایک بچہ بھی بھوکا نہیں رہے گا۔ میں اپنے حلقے کا کہتا ہوں میں نے جو تجزیہ کیا ہے پانچ لاکھ روپے پانچ آدمیوں کے فیملی پر ملے گا جو بلوچستان میں سب کے لئے کافی ہے ہم امیر صوبہ ہیں لیکن ہمیں بجٹ میں مار کر اس طریقے سے یا پاپولیشن بیسز پر ہمیں جو ہے اس طریقے سے لایا جا رہا ہے کہ ہم ایک دوسرے پر تنقید کریں اور ہماری ترقی نہ ہو سکے۔ ہمارا صوبہ بہت بڑا ہے۔ ہم استدعا کرتے ہیں فیڈرل گورنمنٹ سے خدارا ہمارے صوبے کے لئے سوچیں اور ہمیں ہمارا حق دیں۔ ہر چیز میں معدنیات میں ہمارا حق دیں ہم پر ٹیکسز نہ ڈالیں اگر ہم سمجھیں گے کہ ہم اپنے اوپر ٹیکسز ڈال سکتے ہیں تو ہم ڈالیں گے اگر وہ ترقی کرانا چاہتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ مل جل کر کے ترقی کر سکتے ہیں۔ لیکن انفرادی ترقی جو غیر جمہوری ترقی ہے وہ ہمارے صوبے میں نہ لائی جائیے ہم اس پر ریزیسٹ Resist کریں گے۔ ہم ریکویسٹ Request کریں گے' احتجاج کریں گے کہ ہمارے اوپر اس طریقے کے پراجیکٹس نہ سونپے جائیں۔ جناب اسپیکر آخر میں یہ پیپلز پروگرام جیسے تو میں یہی عرض کرتا ہوں کہ پیپلز پروگرام سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ نہ کیا جائے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے پاس پیسہ آجائے لیکن یہاں ممبر

تو بھی آخر جیت کر آئے ہیں۔ یہ تو ہر ایک صرف ایک ہی پارٹی سے تو تعلق نہیں رکھتا کوئی کسی پارٹی سے ہے' کوئی کسی پارٹی سے۔ کوئی آزاد ہے ان کو ملا کر کیوں کام نہیں کیا جاتا۔ تو ہماری یہ گزارش ہے فیڈرل گورنمنٹ سے کہ مہربانی کرکے ہمیں بھی ملا کر اللہ تبارک تعالیٰ نے جیسے عزت دی ہے وہ اس کو ملتی ہے۔ اس ہاؤس میں بھی جو چیف منسٹر ہوتا ہے جو اپوزیشن لیڈر ہوتا ہے جو ممبر ہوتا ہے تو اس طریقے سے مل جل کر وہاں کے اگر پیپلز پارٹی کا کوئی ممبر ہے تو ہم ان کے ساتھ مل جل کر کام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم دور نہیں رہنا چاہتے ہیں لیکن زبردستی ہم پر نہ کی جائے۔ لہٰذا ہماری گزارش آخر میں یہی ہے کہ ہم مل کر چاہے وہ اپوزیشن کے ہمارے بھائی ہیں وہ سارے ہم بھائی ہیں۔ ہم جب تک اپنا اصل حق نہیں لیں گے اتنے تک یہ غربت بلوچستان کی جان نہیں چھوڑے گی اور ہم ترقی نہیں کرسکیں گے اور ہی طریقہ ہوگا کہ یہ پشتون کا علاقہ ہے یہ بلوچ کا علاقہ ہے نہیں ہم سارے بھائی ہیں۔ ہم بھائیوں کا علاقہ ہے۔ اسلام میں کوئی بھی غیر نہیں ہے جو اگر عربستان میں ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ افغانستان میں ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ترکی میں ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ میری تھوڑی سیاسی تقریر ضروری تھی۔ لیکن اصل بات بجٹ کی ہے۔ بجٹ جو ہے وہ اس طریقے سے دور ہوسکتی ہے ہماری غربت مہربانی کریں یہاں پیپلز پارٹی والے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ جاکر فیڈرل گورنمنٹ کو بولیں کے خدارا بلوچستان کو ایریا کے لحاظ سے ترقی دو آپ کے پنجاب میں دس میل پر دس شہر آتے ہیں۔ ہمارے سو میل پر ایک شہر آتا ہے۔ آخر آپ اس کو کیسے ترقی دیں گے جب آپ پیسے نہیں دیں گے تو ہم پر رحم کریں ورنہ ہم چھین سکتے ہیں سب چیز (ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا میں نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا اور اس بجٹ کا جائزہ لیا۔ اس وقت جو حالات ہیں ملک کے ہم پاکستانی ہیں پاکستانی بن کر رہیں گے پاکستانی مریں گے لیکن اپنا حق لیں گے۔ شکریہ۔ مہربانی۔ السلام علیکم

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔ آنرایبل ممبر عبیداللہ بابت صاحب نے ہماری توجہ صحافیوں

کی عدم موجودگی کی طرف مبذول کرائی باوجود ہماری کال کے وہ گیلری میں واپس نہیں آئے کل وہ لوگ چلے گئے منسٹر انفارمیشن بیٹھے ہوئے ہیں یہ آپ کی ذمہ داری ہے جب تک اسمبلی کی کارروائی چلے صحافیوں کا موجود رہنا ناگزیر ہے۔ لہٰذا آئندہ ایسا نہ ہو اور کوئی ممبر؟

جناب ڈپٹی اسپیکر :- اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۲۷ جون ۱۹۹۴ء بوقت ۳ بجے سہ پہر تک لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس پانچ بج کر پینتالیس منٹ (سہ پہر) مورخہ ۲۷ جون ۱۹۹۴ء (بروز دوشنبہ) تین بجے (سہ پہر) تک کے لئے ملتوی ہو گیا)